

خوابِ بستی

آغا حشر کاشمیری



آزاد قلم

گنپت روڈ - لاہور

مکمل و راما

خواب مستی

تصنیف

آغا محمد شاه حشر کاشغیری مرحوم و مغفور

شریعت

عشرت عثمانی

اودوم مرکز گنیت و دلاهور

اردو کی ڈی سند
رحمت ہلنگ - نزد مسافر خانہ
کراچی

بار اول

۱۹۵۴ء

ظہیر الدین نے تعلیمی پریس میں چھپوا کر اردو سرکن لاہور سے شائع کیا۔

دیباچہ

آغا حشر کا دور ڈرامے میں تفکر اور ادبی سنجیدگی کا دور نہ تھا۔ وہ اسٹیج کے اُن ڈراموں کا دور تھا جب کہ زندگی کی بھونڈی نقلیں پیش کر کے عوام کے لئے تفریح و تھن کے اسباب بنایا کرنا اس فن کا کمال تصور کیا جاتا تھا۔ عام طور پر یوں تو ہر دور میں ہندوستانی اسٹیج کے ڈرامے میں ادبی سنجیدگی اور فکر و صلاحیت کی تلاش ضروری نہیں۔ کیونکہ ہمارا اسٹیج اور ڈراما جدید ترقی یافتہ منزل تک پہنچنے سے پہلے ہی معدوم ہو گیا۔ فکر و عمل کا سنجیدہ کردار ترقی یافتہ اسٹیج کے ڈرامے کا ایک لازمہ سمجھا جاتا ہے۔ لیکن کسی ڈرامے کے بارے میں یہ کہنا کہ اس کے وقت میں زندگی کے عین مطابق حقیقت نہیں پائی جاتی۔ ڈرامے کے فنی اقدار کے شایان نہیں آرٹ اور فن کا ہر شعبہ اپنی انفرادی قدروں کا حامل ہوتا ہے۔ فن برائے زندگی کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ وہ زندگی کے عین مطابق ہے۔ بلکہ مماثل ضرور ہونا چاہیے۔ اسی طرح ڈراما جو آرٹ کا ایک اہم شعبہ ہے اپنی پُرانی اور نئی ہر قدر میں انسانی زندگی کی حقیقت نہیں بلکہ اس کی تمثیل ہے۔ اس لئے اس کو اسی کی فنی اقدار کی روشنی میں تمثیل سمجھ کر سیکھنا مناسب ہے۔ وہ حیاتِ انسانی کے مماثل کردار کی نقل تو ہو مگر اصل نہیں کسی فرد یا شخصیت کی تصویر ہے۔ اصل شخصیت نہیں۔ آج کل کے بعض نقاد اپنے فکری محسوس آغا حشر کے ڈراموں پر چند بے سرو پا اعتراض کر کے ایک نکتہ یہ بیان کرتے ہیں کہ حشر کے ڈرامے میں زندگی نہیں پائی جاتی۔ مبالغہ آرائی اور لغاطی بہت ہے۔ ہم عام زندگی میں یوں نہیں کرتے یا نہیں سمجھتے۔

لیکن وہ اس قسم کے اعتراضات کے وقت یہ بات بھول جاتے ہیں۔ کہ ڈرامے کی طرح شاعری بھی ایک فن لطیف ہے اس میں بھی حیات انسانی کے عام کردار ان کے خیالات و جذبات کی مصوری لازمی ہے۔ لیکن محالہ شاعر کے محاسن میں شامل ہے۔ اور کسی عام خیال یا جذبہ کے اظہار کے لئے نئی نئی تراکیب و اسالیب اور اثرات حسن سمجھا جاتا ہے۔ متقدمین سے لیکر آج تک کے تمام باکمال شعراء کے ذخیرہ کلام میں ایسے اشعار کی تعداد کم نہیں پائی جاتی جو استعارہ۔ کنایہ اور محالہ سے پاک عام گفتگو کے انداز میں کہے گئے ہوں۔ اس کلیہ کو سامنے رکھنے کے بعد کہ شاعری کی طرح ڈراما بھی خیالات و جذبات کی عکاسی کا فن ہے۔ ہر اہل نظر اس حقیقت سے اتفاق کرتا ہے کہ ڈرامے میں حقیقت کا عکس تلاش کرنا منصفی ہے۔ اور اصل کے خد و خال ڈھونڈنا قطعی نامناسب۔ اور ہٹ دھرمی ہے۔ البتہ دیکھنے کی یہ بات ہے کہ یہ مصوری یا عکاسی بھاری۔ بھونڈی ہے یا حسین و لطیف۔ اور نیکہ سکھ سے درست۔ موذول و متناسب۔

حیات انسانی کی مختلف کیفیات اور گونا گوں حقائق کی موزوں خوشنما اور دلکش نقالی یا مصوری ڈراما نگاری کی اصل حقیقت ہے۔ آرٹ کے ہر شعبہ میں کسی فن کار کی تخلیقات اس کے عہد کے محرکات و تاثرات کی بھی بڑی حد تک آئینہ دار ہوتی ہیں۔ جیسا کہ شروع میں بیان کیا گیا۔ آغا حشر کے فن کی جس عہد میں تبادلاً اور نشوونما ہوئی وہ فنی سنجیدگی کا نہیں، فن برائے تفریح، کا عہد تھا۔ اس عہد کے فنکار اپنے ماحول اور زمانہ کے محرکات کے ذریعہ زیادہ تر بھونڈی اور بے ڈھنگی نقالی کو اصل فن سمجھتے تھے۔ آغا حشر آغاز کار میں اپنے گروہ سے انحراف کرتے تو ضرورت وقت ان سے منحرف ہو کر ان کی فنی تخلیق کی متحمل نہ ہوئی۔

اور زمانہ کو ان کی بغاوت کی تقلید سے انکار ہوتا۔ چنانچہ انہوں نے اپنا روایت کی روشنی میں اپنے فنی سفر کا آغاز کیا اور رفتہ رفتہ اصلاح و ترقی پسند طبیعت تناسب و موثر روایت کی راہیں پیدا کر کے نئی منزل کی تلاش میں مصروف ہو گئے۔ اور آئندہ نئے سلیقہ اور نئے شعور کے ساتھ روایت کی ناہمواری کو بڑی حد تک اپنی راہ پر لا کر انقلابی موثر روایت اور ارتقائی نشکیل کا منظر بنا دیا۔ اس لحاظ سے حشر کو اپنے دور کا مصلح اور ترقی یافتہ فن کار تسلیم کیا گیا۔ ان کے پیشرو اور معاصر فنکاروں میں سب کے سب اپنے اپنے رنگ میں ایک ہی انداز اور ایک ہی قسم کے دور رہے ہیں۔ ان میں سے بعض حضرات کے یہاں آغاز سے آخر تک اگر ترقی نظر آتی ہے تو ابتدائی خامیوں اور کمپوں کی اصلاح ہو کر پختگی کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ کوئی خاص تبدیلی نمایاں نہیں ہوتی۔ لیکن حشر کی تخلیقات کے ابتداء سے آخر تک چار احوال ان کے فن کی تدریجی و انقلابی ترقی کے ایسے مظاہرے ہیں جن میں زبان، بیان، خیالات، اسلوب و ادا ہر انداز ایک سے دوسرے دور میں ارتقاء کے بہت نمونے پیش کرتا ہے۔ اور فنی صلاحیتوں کو اُجاگر کرنے کے لئے اُردو و ڈرامے کی پامال قدامت سے منسوب گریز اور معقول بغاوت اختیار کر کے ایک طرف ذوق عامہ کی تسکین و تفریح کا سامان ہٹا کر اور دوسری طرف اس کی اصلاح کا اہم فرض بھی انجام دیا۔ قدیم اسٹیج کو فنی تملق اور تصنع سے آزاد کرنے میں حشر کا بڑا حصہ ہے۔ اسٹیج کی نمائندگی میں حدت و ندرت اور فکر و عمل کے جو مظاہرے حشر نے اپنے دور کی مرد و بختوں اور پائندوں کے باوجود۔۔۔ کر دکھائے۔ یہ ان کے قادرانہ کمال کا اعلیٰ کرشمہ تھا۔ گو تدریس کاری کی بعض خامیاں اور جذبات نگاری میں شدت۔۔۔ جو ان کے دور کا خاصہ تھی۔ حشر کے ڈراموں کو ایک حد تک فکری سمجیدگی کا نمونہ نہیں بننے دیتی۔ لیکن ان کے آخری دور کی تصانیف میں ادبیت اور صلاحیت و فکر بڑی حد تک نمایاں ہیں۔

چونکہ ان میں سے اکثر ڈرامے شائع نہیں ہوئے اور اصل نظر کے مطالعہ سے نہیں گزرے
اس لئے بعض نقادوں نے عام طور پر ان کے ابتدائی ادوار کے ان ڈراموں ہی پر
تنقید و تبصرہ کیا ہے جو ایکٹروں کی زبانی لکھے گئے اور ناقص و مسخ صورت میں شائع
ہوئے اور انہیں اغلاط کے طوبانہ کو سامنے رکھ کر اسے قائم کر لی کہ محشر کے ڈراموں
میں نہ تخیل و تفکر کی سنجیدگی ہے اور نہ صلاحیت و ادبیت۔ محشر کے قدیم ڈراموں
کی نسبت جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے یہ کہنا بڑی حد تک درست و بجا۔ لیکن اردو میں
رستم و سہراب۔ اور ہندو میں بھیشم پرتگیا۔ اور سینا بن باس پر طعن کے بعد انصاف
پسند نقاد اپنی اس رائے پر نظر ثانی کرنے کے لئے مجبور ہوئے گئے۔ ان ڈراموں کے علاوہ
تیسرے دور کے بعض ڈراموں کے اکثر حصے ان خصائص سے خالی نظر نہیں آتے
مگر چونکہ محشر کے تمام ڈرامے اسٹیج کے لئے لکھے گئے ان کے ڈراموں میں کتابی
ڈرامے کی ادبیت اور فکری سنجیدگی کی جستجو تحصیل حاصل ہے۔ محشر کی قدیم تصانیف
کی طباعت و اشاعت جن غیر ذمہ دار ہاتھوں میں ہوتی رہی اس کے پیش نظر یہ امر
مسلم ہے کہ ۱۹۵۲ء تک کے تمام مطبوعہ ڈرامے اپنی اصل سے بہت دور ہیں
اور ان کی ہیئت کو اغلاط کی کثرت نے کچھ کا کچھ بنا ڈالا ہے۔ تصانیف محشر کا جو
جدید سلسلہ نئے انتہام سے پیش کیا جا رہا ہے اس کا اہم مقصد یہی ہے کہ ان کی اصل
تصحیح ہو سکے۔ اور حتی الامکان ان کو اصل مسودات کے مطابق بنانے کی سعی کی جاسکے
ڈراما خواب ہستی آغا صاحب مرحوم کے تیسرے دور کی پہلی سماجی
تمثیل ہے۔ اور نیر الہزیب و خضیر بیک کمپنی بمبئی کی ملازمت کے دوران کا پہلا کام۔
جس میں ان کا خصوصی انداز جلوہ گر ہے اور مکالموں میں مقنعی عبارت کے باوجود ادبیت
کا رنگ ہے۔ اسلوب بیان میں ترقی کی طرف قدیم نمایاں ہے۔ پلاٹ عام زندگی
سے ماخوذ اور ان محترضین کا جواب ہے جن کے نزدیک محشر محض شاپی کر دار اور

پُر شکوہ ماحول ہی کے عکاس ہیں۔ اس ڈرامے کے پلاٹ میں ملکی معاشرت کی عام تصویریں جتنی جاگتی نظر آتی ہیں۔ اور جاگیردارانہ ذہنیت کی آویز شیں بے نقاب ہوتی ہیں۔ تدبیرکاری میں بھی بڑی حد تک تناسب ہے۔ کشمکش اور وسعت کیساتھ کردار نگاری میں پختگی اور ہمداری ہے۔ مکالموں میں کہیں قدیم اسلج کا تصنیع ہے اور اکثر مقامات پر جذبات نگاری۔ عمل اور کردار میں فطری موزونیت پائی جاتی ہے۔ کالوں میں جدت اور تنوع دلکش حارتک ہے۔ الفاظ میں تزئین۔ ادائیگی میں برجستگی اور شگفتگی وہ خصائص ہیں جو نغمہ نگاری کا لطیف و پرکیف معیار پیش کرتی ہیں۔ اور حشر اس خصوصیت میں اپنے تمام معاصرین سے ممتاز نظر آتے ہیں۔ کوکاب کے سلسلہ میں اس سے پہلے کا عام انداز یہ تھا کہ ڈرامے کے اصل پلاٹ سے جدا گانہ سنا چسپاں کر کے ٹائٹلوں کو پہننے ہنسانے کے عامیانہ سامان فراہم کئے جائیں۔ خواب مستی میں آفاصلہ نے اس انداز میں یہ جدت کی ہے کہ مزاحیہ کردار اصل قصہ کا جزو رہیں۔ البتہ ظرافت کا اسلوب سنجیدہ نہیں۔ کیونکہ اس دور تک کوئی انتقدانی قدم بڑھانا اور مروجہ مزاح و ظرافت کے انداز کو یکسر بدل ڈالنا چہراں قابل قبول نہ تھا۔ اس ڈرامے کی اصل داستان کے بارے میں چند ناقدین نے اظہار خیال کیا ہے کہ اس کا پلاٹ شکسپیر کے مشہور انگریزی ڈراما میکبیتھ سے ماخوذ ہے۔ اور اس ڈرامے کی تائید میں ”خواب مستی“ کے اہم زمانہ کردار ”عباسی“ کی سیرت کو سامنے رکھا ہے۔ دراصل عباسی کی کردار نگاری بڑی حد تک ”میکبیتھ“ سے مماثلت رکھتی ہے۔ اور یہی وہ کردار ہے جس کے گرد ڈرامے کے بقیہ کردار مصروف کشمکش نظر آتے ہیں۔ بلکہ ”خواب مستی“ کی جگہ ڈرامے کو ”عباسی“ کا موزوں نام دیا جانا زیادہ مناسب ہے۔ لیکن یہ حشر کا تخلیقی انداز تھا اور اس کو ترجمہ یا چرہ بہ کہنا درست نہیں۔

آغا صاحب نے اس ڈرامے کو "دواؤ بیچ" کے نام سے بھی موسوم کیا اور اس نام سے تمثیل ہوا۔ اخذ یا ترجمہ کوئی عجیب نہیں۔ اگر آغا صاحب مرحوم شکسپیئر کے ڈرامے کا بچشم ترجمہ بھی جہز اپلاٹ کا، خذ پیش کرتے تو خود ان کو اس کے اقبال سے ہرگز اجتناب نہ ہوتا۔ اور نہ اس بات کو مصیوب سمجھا جاتا۔ لیکن یہ محض تسامح ہے جس کا ازالہ خود شکر کی زبان سے ہو چکا ہے۔ عباسی اور اس تمثیل کے دوسرے کردار ہماری معاشرتی زندگی کے عام کردار ہیں۔

یہ ڈراما آغا صاحب نے سب سے پہلے ۱۹۰۸ء میں تصنیف کیا۔ پھر ۱۹۱۰ء میں نظر ثانی کے بعد از سر نو مرتبہ کے تمثیل کرایا۔ اور شروع سے لیکر اب تک متعدد ادیشن مختلف مقامات پر مختلف ناشرین نے غلطیوں کا انبار بنا کر شائع کئے اور شکر کے نام اور ڈرامے کے فن پر کھلم کھلا ظلم ڈھائے مثال کے طور پر اب تک کے مطبوعہ ڈرامہ سے چند اقتباسات پیش کر کے اصل سے تقابل کیا جاتا ہے۔ جس کا مطالعہ در باب نظر کیلئے دلچسپی اور عبرت کا موجب ہو گا۔

صحیح (مطابقت اصل)

(۱) یہ نثر کی عبارت نہیں بلکہ دراصل شاعر ہیں جن کو اس طرح نسخہ کر کے کچھ کا کچھ بنا دیا گیا۔

اے رنج و تعب دور ہو اے خونِ جلی جا
غمِ سدا ہے اٹھ اور مرے پہلو سے نکل جا
میں غصہ میں ہوں یا اس کے آگے سے نکل جا
شیطانِ زمانِ سارے خلیڈوں کو نکل جا
اے عیش و خوشی لطف و سرور و طرب و
دلِ خالی ہے رہنے کیلئے اور سب آؤ

غلط (موجودہ مطبوعہ شکل)

(۱) صولت۔۔۔ اے رنج اب دور
ہو جا۔ خاک ہو جا۔ جل جا۔ غم سدا ہے
اٹھ اور میرے پہلو سے نکل جا۔ میں غصہ
میں ہوں۔ اے یا اس میرے آگے سے
نکل جا۔ شیطان ان سارے خلیڈوں
کو نکل جا۔ ایں عیش و خوشی۔ لطف
سرور آؤ۔ آؤ میری طرف آؤ۔ دل و
جان سے ان میں رہنے کے لئے
آؤ۔

(۲) فضیحتا۔ اے کون سے انسان
کو میرے چچا۔

(۳) فضیحتا۔ اور غاشقہ دان
خبردار کھول۔ نہیں چھوڑتا ہوں لبتیل
(۴) فیروزہ۔ (رضیہ سے) اللہ سے
غور بندہ آپ کا مزاج تو اچھا ہے
(۵) صلیت (فیروزہ سے) جان فاحشہ
تجھے اس عورت کی مدد سے کیا سروکار ہے

(۶) رضیہ (فیروزہ سے) سہ

د کیا دل کا لبت۔ دنیا کی سب طراری ہے
آپ کوئی سوداگر ہیں۔ یا کوئی بیوپاری ہے
(۷) صلیت (حسن سے)

اگر تو میری محبت چاہتا ہے اور میرے
ساتھ رہنا چاہتا ہے تو عباسی کے خیال
پر خاک ڈال دے۔ عباسی اور اس کی
محبت تیرے جسم کے جس حصہ میں ہوا ہے
وہاں سے کھینچ کر روح میں ہوگی۔ تو
میں روح کو ناس کر کے جسم کو چاہوں گا۔
اگر جسم میں ہوگی تو جسم کو برباد کر کے
روح کو پیار کروں گا۔ اگر دونوں کو پیار
کردں گا۔ اگر دونوں کو پیار کروں گا۔
تو دونوں کی روح کو فی النار کروں گا۔

(۲) فضیحتا۔ اے کونسی انسانیت ہے
میرے چچا۔

(۳) فضیحتا۔ اور غاشقہ۔ خبردار ابہ
جند دان کھول۔ نہیں مارتا ہوں لبتیل
(۴) فیروزہ۔ اللہ سے غور (مصرع)
بندہ پرور مزاج اچھا ہے
(۵) صلیت۔ چا۔ تجھے اس فاحشہ عورت
کی مدد سے کیا سروکار ہے

(۶) رضیہ۔ سہ

دل کا لبتا دنیا کیا۔ سب دنیا کی طراری ہے
آپ کوئی سوداگر ہیں۔ یا بند کی کوئی بیوپاری
(۷) صلیت (حسن سے)

اگر تو میری محبت چاہتی ہے اور میرے
ساتھ رہنا چاہتی ہے تو عباسی کے خیال پر
خاک ڈال دے۔ عباسی اور اس کی محبت
تیرے جسم کے جس حصہ میں ہے اس کو وہاں سے
کھینچ کر نکال دے۔ اگر روح میں ہوگی تو
میں روح کو ناس کر کے جسم کو چاہوں گا۔
اگر جسم میں ہوگی تو جسم کو برباد کر کے
روح کو پیار کروں گا۔ اگر دونوں میں ہوگی
تو دونوں کو فی النار کروں گا۔

یہ وہ فائن غلطیاں ہیں جو نہ انتہائی پہاں درج کی گئیں اور جہوں نے
اصل کو کلیتہً مسخ کر کے مصنف کے ساتھ انتہائی ظلم روا رکھا۔ شاعر اور مصرع کی صورت
تو جگہ جگہ بدل ڈالی گئی۔ اسی طرح کئی گانے ایسے شامل ہیں جن کا آغا صاحب کے نام
سے منسوب کرنا ان کے فن اور ادب کی توہین ہے۔ موجودہ نسخہ میں اغلاط کی حتمت
کے ساتھ ان تمام گانوں کو حذف کر دیا گیا ہے جو اصل ڈرامے میں موجود نہ تھے۔
اس خدمت کی انجام دہی میرے لئے باعث سعادت ہے۔

عشرت رحمانی

یکم اکتوبر ۱۹۵۴ء
لاہور

طرائف کے گہوارے

مردانہ

ذواب اعظم - راپک رہیں صولت کا باب
جس نے حسنا کو پرورش کیا -

صولت - رذاب اعظم کا بیٹا - عیاش
رہیں زادہ

فضیلت - ذاب کا لازم صولت کا
مشیر -

فیروز - حسنا کا بھائی -

اشفندیار - فیروز کے گروہ کا سرغنہ -

منہا - فضیلت کا نوکر -

سپاہی -

جمعدار -

طاو -

پجاری -

اور گرو - وغیرہ -

زنانہ

رہنمہ - رذاب اعظم کی بھتیجی - فیروز
کی محبوبہ

حسنا - صولت کی عاشق فیروز
کی بہن

عیاشی - راپک گم کردہ راہ امیرزادی
بیہ صولت کی دوست

خشمت - فضیلت کی بیوی -

کنیزیں -

سہیلیاں - وغیرہ -

وای ای

حکمد کورس

مالک پیارا جگ ساگر سے تار نہاں اسرجن ہاں ہے تیار
 ہم بھی تڑپے آدھاں آئے تڑپے دوار مالک پیارا
 (دوہڑا) ڈکھ روپی سنسار میں کام نہ آدے کوئے
 پھنسنے جو آ منہ بچار میں پار نہیں سے ہوئے
 سگر جگت نندن پل پل چمن چمن
 دیا ندرھان جیا

کے دھام تیرو ہی نام انت ہے۔ داتا دیا
 مالک پیارا جگ ساگر سے تار نہاں اسرجن ہاں ہے تیار

باب پہلا سین پہلا (محل نواب اعظم)

رضیہ - چچا جان - آپ بھائی صولت سے اس قدر کیوں ناراض ہیں ؟
 نواب - بیٹی رضیہ کیا کہوں آج کل کے نوجوان مسلمانوں کی عجیب حالت ہے۔ والدین
 کی دولت پالتے ہی نہ ہنجا رہے جانتے ہیں۔ جام سے سے مرشار ہو جاتے ہیں فشر
 شراب میں حرام و حلال کی تمیز نہیں رکھتے۔ کسی محسن کو بھی عزیز نہیں رکھتے ہیں۔

رضیہ۔ ب آپ نے بھائی صولت کو کیا نصیحت کی؟

نواب۔ میں کیا نصیحت کر سکتا ہوں۔ خدا ہی اُس پر رحم کرے۔

رضیہ۔ افسوس ایک شریف زادہ ہو کر ایسے افعال بہ کا مرتکب ہو اور بزرگوں کی رسوائی کا سبب ہو۔

نواب۔ میں صرف صولت کی وجہ سے اس قابل نہیں رہا کہ شہر میں کسی کو متنبہ دیکھوں۔ کسی محفل یا تقریب میں جاؤں تو کس جیشیت سے جاؤں اس نالائقی نے اپنے ساتھ مجھے بھی بدنام کر دیا ہے۔

رضیہ۔ چچا جان اس معاملے میں مجھے آپ سے اذکار ہمدردی ہے۔ مگر میں مجبور ہوں۔ بھائی جان کی طبیعت کچھ عجیب واقع ہوئی ہے۔

نواب۔ پیارے بچے میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنی جائداد تیرے نام پر مرثیہ کر دوں۔ اور اس ناقصیت اندیش کو تمام جائداد سے محروم کر دوں۔

رضیہ۔ نہیں چچا جان یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ بھائی جان کے ہوتے ہوئے میں ایسا کبھی نہ ہونے دوں گی میں یہ بدنامی کبھی قبول نہ لوں گی۔

نواب۔ نہیں نہیں رضیہ میں بخوشی تمام کچھ دوں گا۔ کیونکہ مجھے امید ہے کہ میری موت کے بعد کل جائداد عیاشی میں اڑائے گا۔ کچھ کے ہر ایک فرد کو سنبھلے گا۔

رضیہ۔ جو آپ کی مرضی مگر میں یہ رائے آپ کو کبھی نہیں دے سکتی۔

نواب۔ خیر دیکھا جائے گا۔ وہ دیکھو وہ نالائق سامنے سے آ رہا ہے۔ پھر کچھ ضرورت ہوگی۔ اس لئے آیا ہے۔ جو کئی دنوں کے بعد پھر یہ منجوس چہرہ دکھایا ہے۔

رضیہ۔ چچا جان میں جاتی ہوں۔ آپ بھائی جان کو تیری سے سمجھائیں۔ شاید وہ راہ پر آجائیں اور اپنے کئے پر پکھتائیں۔ (رضیہ کا چانا صولت کا آنا)

نواب۔ شرم کر شرم۔ بے عزتی کے چٹنے شرم کرے

شریوں کے شر سے جُرموں کے اثر سے دغا سے خطا سے جھٹلے بھرا ہے

عفا کا رعبیاد مکارہ موزی فرشتے سے شیطان پیدا ہوا ہے

نہ قدر شرافت، نہ پاس حمیت نہ تو قیر عزت نہ پیرم وحیا ہے۔

برائی کا بندہ طبیعت کا گندہ نہ دنیا کی غیرت نہ خواہ خدا ہے

مری شان و شوکت بزرگوں کی عزت مٹی دو جہاں میں تیرے شہدین سے

برائی بھی کہتی ہے تجھ کو بُرا ہے نہ امت بھی نام ہے تیرے چلن سے

عباسی۔ رسا بد طیں، ملعون آدمی

صلوکت۔ پس جناب پس اتنی سخی بھی نہ کیجئے جو مجھے بھی سخت جواب دینے کی

حزوت پڑے۔ آپ کی ان باتوں سے طبیعت اُبلتی ہے، یاد رکھیے پتھر جب

پتھر پر گرتا ہے تو دونوں سے چنگاری نکلتی ہے۔

سہ۔ مجھ میں بھی حرارت ہے شرارت ہے غضب ہے

اس پر بھی جو کہتا نہیں کچھ پاس ادب ہے

راحت نہیں دیتے تو اذیت بھی نہ دیجئے

رکھ لی ہیں دُعا میں تو یہ لعنت بھی نہ دیجئے

نواب۔ اگر لعنت سے اتنا ڈرتا ہے۔ تو فضیلت اور عباسی جو جیتی جاگتی لغتیں

ہیں۔ ان سے پرہیز کیوں نہیں کرتا ہے۔ یہ ریا سنا کے گھن دولت کی چونک

سونے کی ہڈی چھوڑنے والے کتے ہیں۔ اُن سے کیوں نہیں ڈرتا ہے۔

عباسی۔ (سائڈ) ان لفظوں کا بدلہ لیا جائے گا۔

نواب۔ یہ وہیں تک ساتھ دینگے جب تک کچھ آس ہے

جب تک احمق ہے تو جس وقت تک زریاں ہے

جب خزاں آئی نہ لیں گے نام تیرا بھول سے

یوں جدا ہو جائیں گے جس طرح پتے بھول سے

صورت۔ میری زندگی کی انگوٹھی جن ہیروں سے چمک رہی ہے۔ آپ انہیں کو پتھر
کہہ کر روک رہے ہیں۔ معاف کیجئے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ میرے دوستوں کی
خوبیاں دیکھ کر حسد کرتے ہیں۔

نواب۔ بیوقوف ان میں سے ایک تیرے دل کا زخم اور دوسرا داغ ہے۔

صورت۔ جی نہیں ایک میری روح دوسرا داغ ہے۔

نواب۔ اتنی ایک تیری قیمت پر تیل چھڑکے گی اور دوسرا آگ لگا دے گا۔

صورت۔ ہرگز نہیں ایک آپ کی لگائی ہوئی آگ پر پانی چھڑکے گی اور دوسرا بجائے گا۔

نواب۔ میری سن میں تیرا باپ ہوں اور یہ رہزن ہیں!

صورت۔ مجھ سے یہ نہ کہیئے آپ میرے دشمن ہیں۔

نواب۔ بے ادب ہم تیرے باپ ہیں۔

صورت۔ آپ ڈسنے والے سناپ ہیں۔

نواب۔ کیا ہی ذلیل باتیں سننے کے لئے ہم نے تجھ کو پالا ہے۔

صورت۔ آپ نے مجھے کاغذ کی زمین پر قدم کی چھڑی سے حلال کر ڈالا ہے۔

نواب۔ ع۔ ہم سے اور یہ بدکلامی یہ براہم کا جواب۔

صورت۔ ع۔ تیرا کاہتہ تیرا اور پتھر ہے پتھر کا جواب۔

نواب۔ ع۔ سامنے میرے کچھ صبر و تحمل چاہیئے۔

صورت۔ ع۔ غیر ممکن ہے کہ کانٹے بوسے اور گل چاہیئے۔

نواب۔ ع۔ باپ اور بیٹے کے منہ سے بد زبان ایسی سنے۔

صورت۔ ع۔ ہے یہ گنبد کی صمد جیسی کچھ دیسی سنے۔

نواب۔ دور ہو دور ہو۔ اب میری آنکھیں تجھے غصے اور نفرت سے بھی دیکھنا نہیں

چاہتیں۔ جاشیطان کی طرح مردود ہو۔ اُس کے ایمان کی طرح نابود ہو۔ میری

خوشی کی طرح مٹایا جاوے۔ کانٹے کی طرح بڑھے گھاس کی طرح کٹے۔ اور کٹے
کرکٹ کی طرح چلایا جائے۔ ۵

نقہء حرص غذا سے دوزخ کا فریہ دین بندہ زر کا
دل کا زخم بدن کا پھوٹا جان کا غم ناسورِ حبس کا
منگب شرافت لائق لعنت کورنگ بدخواہ پدر کا
دشمن گھر کا دشمن در کا دشمن زر کا دشمن سر کا
قسمت پھیلے سر پر لٹے لعنت میری بن کر بجلی
خاک ہو تو اور خاک پہ برسے دن بھر آتش شب بھر بجلی
رِیَوابِ اعظم و صولت کا جانا

عباسی - (سامنے آکر) ریاست کے گھن - دولت کی چونک - پونے والے پتھر ان
لفظوں کا بدلہ لیا جائے گا۔ تو نے موت کو کالیاں دے کر غصہ دلایا ہے۔
شیر کو بھڑکے کر مار کر جگا پاس ہے۔ یہ

لوں گی اپنے ہاتھ سے تیغ و تبر سے انتقام
تیر سے گھر سے تیر سے زر سے تیر سے سر سے انتقام
گشت سے ہڈی سے جاں سے جسم دسر سے انتقام
جاں سے دم سے روح سے دل سے جگر سے انتقام
میت لہڑے۔ چیخ اٹھے خود تھر تھرائے انتقام
ساتواں دوزخ کہے یہ ہے برابر انتقام

(عباسی کا جانا)

باب پہلا سین دوسرا

محلی رضیہ

(رضیہ کا اندر سے نکلتے ہوئے آنا)

رضیہ - (رگاتا) چمکت گلکاری دھکت پھیلا ری ہے نیاری کیا ری کیا ری کیا
پیاری بابر بھاری چمکت گلکاری -

دوہا

الہی آبرو رکھو دل اخلاص پرورد کی
کہ آئندہ کسی کو کیا خبر اپنے مقتدر کی
ڈالی ڈالی پر کوئل کالی - بھگتی کرت ہے تھاری - چمکت گلکاری -
(سہیلیں کو دیکھ کر)

سبحان اللہ میں حیران کتنی بار ب وہ مجمع کہاں ہے زمین کے ستارہ دل کا
چھبر مٹ یہاں ہے -

ڈالی - بہن لو مقتدر نے درجہ بڑھا یا - ضرورت تھی جس چاند کی نظر آیا -
رضیہ - ع - اے میں بھی سُنوں بات کیا ہو رہی ہے -
ڈالی - ع - دعا کر رہے تھے - دعا ہو رہی ہے -
رضیہ - دعا کسی غریب کے واسطے ؟
بہار - جی نہیں - ایک خوش نصیب کے واسطے -

رضیہ - کس خوش حال کیلئے

ڈالی - آپ کے اور آپ کے اقبال کے لئے -

پہار - آپ کے زرو مال کے لئے -

تیسری - آپ کے حسن و جمال کے لئے -

چوتھی - قیامت سی چال کے لئے -

ڈالی - غضب کے خط و خال کے لئے -

پہار - پھول سے گال کے لئے -

رضیہ - ماشاء اللہ - ماشاء اللہ

تیسری - ع - رہے جہاں میں تیر دشن - بھرے جہاں کی طرح -

چوتھی - ع - رہے بہار تری باغ بے خزاں کی طرح -

ڈالی - ع - ترا اٹھان ترقی کوئے قیامت کی -

ع - ترا شباب بڑھے عمر جاوواں کی طرح -

رضیہ - بس بس معاوم ہو کہ تمہیں دعائیں دینے میں خوب مشافی ہے -

ڈالی - اے حضور بڑے سرکار نے اپنی ساری دولت آپ کے نام لکھ دی -

ابھی تو اس کی مبارک باد باقی ہے -

پہار - ہاں بی بی مبارک -

تیسری - سرکار مبارک -

چوتھی - حضور مبارک -

ڈالی - اب تو مٹھائی کھلایئے -

پہار - اب تو انعام دلایئے -

تیسری - میں تو ہزار کا توڑا لوں گی -

پوچھتی۔ اور میں ٹوڑے کے ساتھ زری کا ایک جوڑہ لوں گی۔

رضیہ۔ دیوانیو! یہ سچ ہے کہ بیٹے کی نالائقی حرکتیں دیکھ کر جی جان نے اپنی تمام

دولت میرے نام لکھ دی ہے۔ مگر دانشی میں غیر حقدار ہوں۔ اگر کئی ہی بھائی

صدیت کا چال چلن ٹھیک ہو جائے تو میں وصیت نامہ چاک کر کے اُس کی

دولت اُسے دینے کے لئے تیار ہوں۔

والی۔ جب تک عباسی اس کی ہمدردی اور فضیلت اور اس کا مشیر کار ہے اس وقت تک

تک صدیت کا راہ پر آنا دشوار ہے۔

بہار۔ حضور یہ مولیٰ عباسی کون ہے؟

تیسری۔ صدیت کی آشنا۔

رضیہ۔ چپ بے شرم۔ عباسی کنل ہیرام کی بیوہ ہے۔ کنل ایک دولت مند

شخص تھا۔ اتفاق سے دولت وال نے منہ پھیرا۔ مفدسی نے اُن گھیرا۔

مخر پکارے نے تنگ آ کر زہر کھا کر خودکشی کی اپنی جان گنوا لی۔ اور میرے وفا

عہد شکنی کے ساتھ بھائی صدیت کے ساتھ بھاگ آئی۔

بہار۔ جتنی آتش کا دیا ہے۔

تیسری۔ اسے حضور کیسی خودکشی میں سے مٹا ہے کہ اسی مردار نے زہر دیکر

اپنے شہر پر کیا مارا ہے۔

رضیہ۔ ممکن ہے۔

بہار۔ اس تک حرام ذکر غیبی تھا کو دیکھئے۔

رضیہ۔ ہاں دیکھنا کہیے نے آٹھ برس تک اسی گھر کا تک کھایا۔ دس بارہ

دفعہ جی جان نے اُسے جعل فریب کے مقدریں سے چھڑایا۔ نیکری سے

انکارت نے کے بعد بھی پانچ سو روپیہ نقد عطا فرمایا۔ اب اُن احسانوں

کاپہ بدلا اُتار تا ہے۔ کہ انہیں کے لڑکے کو بگاڑتا ہے۔

چوتھی۔ لعنت ہے موسے پر۔ (ایک سہیلی کا آنا)

رضینہ۔ کیوں؟ کیا ہے؟

پانچویں۔ حرم تیار ہے۔ حضور کا انتظار ہے۔

سہیلیوں کا گانا (گورس)

کا مینیا کا ہے کھڑی ہو چل کے کرونا سنگار۔ چل کے کرونا سنگار۔

پری رخسار۔ کھلے گلزار۔ کا ہے کھڑی ہو چل کے کرونا سنگار۔

سنگ سنگ برنگ چھاپا سترنگ جمایا۔ آہ آہ واہ واہ رنگیلی رسی

نمیلی نار۔ نویلی کائیں ہم ملہار کا مینیا کا ہے۔

(سب کا گاتے گاتے جانا)

باب پہلا

سہیلیوں کی مجلس

راستہ

(حسنا کا گاتے ہوئے آنا)

گانا

حسنا۔ آپو میرے سارون من بجاون

من سکھیاں کاوت ہیں سب میگھ ملہار سرتان سے۔

مرالہ پکار سے جھینگار سے جھینگار۔

کوک بھی کوٹلیا مارے ہے شان سے۔

آپ ہے سادہ — —

سبھی ہیں مرت المست یہ دیوانہ من۔ بیا کل ہے اپنا اتی عادی ہے جان سے

آپ ہے سادہ — —

(خود مکالمہ) غدا یا میں دردمند ہوں مجھے دوا دے۔ میں عشق کی بیمار ہوں۔
مجھے شفا دے۔ میں محبت کا زہر پی گئی ہوں۔ آپ بقا دے۔ چمک اسے
امید کے خیر بصورت آفتاب چمک تاکہ غم کی ڈراؤنی اور لمبی رات کا سویرا
ہر قسمت میری دعاؤں پر آمین کہہ۔ تاکہ میں جس کی ہو چکی ہوں۔ وہ بھی
میرا ہو۔ چل جانا اپنے دیوتا صولت کے مندر میں چل اس کی چوکھٹ پر
اپنی قسمت کو آڑنا۔

گانا

حسنا۔ تن پریم کی راکھ لگا لے تو — — وہاں جوگن بن کر جانا ہے۔

جہاں آج رگوں کے تاروں پر اُلفت کا راگ سنانا ہے

اسے آنکھوں کی گنگا جمناسوامی کے پاؤں دھلانا ہے

من لے چل اپنے داغوں کو من موہن پہ ٹھپول چڑھانا ہے

میں بل بل جاؤں مکھڑے پہ تیرے

ان کے چرنوں پر واری ہوں میں جب جاؤں کہ بھاری ہوں

جب رانی وہ گردھاری ہوں

رگاتے ہوئے اندر جانا۔ عبا سی کا سامنے سے آنا۔

عبا سی۔ راکھ آہ پی ہے میرے راستے کی ٹھوکر ہے۔ جو بھوکے شیر کے منہ

سے اس کا شکار چھین لینا چاہتی ہے۔ صولت اور اس کی دولت کو میرے

جرص کے دانتوں سے بچانا چاہتی ہے۔ نہیں بچا سکتی۔ جس زمین پر میں چلتی
 ہوں۔ وہ نہیں چل سکتی۔ ڈر ڈرا ہے اس شہر کی سب سے زیادہ خوبصورت
 گھر بیوقوف عورت عباسی سے ڈر جس نے آزادی کے لئے اپنے شوہر کو زہر
 دیکر تمام کیا۔ کیا اس کا کینہ تجھے ہلاک خاک نہ کرے گا۔ نہیں نہیں چھری کا
 وار۔ رسی کا بھیندرا یا محوڑا سا نہ ہر تر اقصیٰ بھی پاک کرے گا۔ یہ
 نہ ہو گا یہ تو میرے دل ترے جینے پہ لعنت ہے
 مرے غصے پہ لعنت ہے مرے کینے پہ لعنت ہے
 عباسی دکانا

قاتل ہوں میں کینہ ور جلا۔ تیغ بس بے لگے چلا دوں ایک طوفان بچا
 دوں لاکھوں کے خون بہا دوں۔ عدم کی راہ دکھا دوں۔ نچوڑ نچوڑ
 ہر دم چمکتے ہیں۔ میرے آگے۔ صدقے ہیں جان و دل سورج بھی ہے
 روشن عجب سے۔ ظالم ہوں۔ شیطان کی اُستاد۔ قاتل ہوں میں (جانا)

باب پہلا
 سین چوٹھا
 صدف کی عیش گاہ
 رسیلیں کانا چنا اور دکانا
 کورس

سہیلیاں۔ سرداری پاوے ساتی پاؤ کوئی پیالہ جھومتا آوے منوالا۔
 نرالاوے پیالہ سرداری۔

دوہا

تصدق کم سنی کا واسطہ جوش جوانی کا
 لٹھا دے سا قیا کنٹھ شراب اور جوانی کا
 الہی رات دن چھوٹا کریں صہبہ کے فوارے
 ریاض دلبر سے اکٹھے جائے استغاث پانی کا
 دل کی کلی کھلے رنگ جوانی رنگ سے امنگ سے کوکھلا موج کرے
 پیئے والا کل لالہ دے پیالہ ۔

سرداری پاؤں سے ساتی

مصباحیبا ۔ سے کیا دیر ہے اسے ساتی کلنام چھکاوے
 ساغر نہیں ملت ہے تو چلو سے پلا دے
 یارب ترے کوثر میں نہ تیزی ہے نہ مستی
 ہم کو جو پانی ہے تو دیکھا سے منگا دے
 سرداری پاؤں سے ساتی ۔

صورت سے پیو اسے گلبدن کلغام گل اندام گل پیکر
 مے گل رنگ نیرنگ گل اورنگ گل پردہ
 مصباحیبا ۔ بھائی نصیحتا ۔

نصیحتا ۔ ہاں بھائی گھسیٹا ۔

مصباحیبا ۔ ع۔ دم بادہ کشی کچھ ناتج گانا ہو تو بہتر ہے ۔
 نصیحتا ۔ ع۔ جن بے بیل نغمہ سرا صرا سے بدتر ہے ۔

(لخمہ ورقص)

ہم سے کیے بہانہ یا رہ سوتن گھر جاتے ہو ۔

جاؤ۔ جاؤ مجھے نہ ستاؤ۔ جاؤ مجھے نہ ستاؤ قسم کیوں جھوٹی کھاتے ہو۔
ہم سے کر کے بہانہ یا رہ سون گھر جاتے ہو۔

تاک تاک مارے توری تر چھی بھر یا۔ ظہمی نظر کی کڑ یا۔ آنکھوں میں
ٹوٹا نکا ہیں جاؤ۔ پیاری کی بالی عمر یا۔ جہاں تر سے بدریا تر سے
ساؤر یا کیوں تر ساتے ہو۔ ہم سے کر کے۔

(گانے والوں کا جانا۔ سامنے سے حسنا کا آنا)

فضیلتا۔ آرہی ہے۔

صورت۔ کاکھ کی پتلی۔

عباسی۔ چوہماقت کے پیٹ سے پیدا ہوئی۔

فضیلتا۔ بیوقوفی کے دودھ سے پلی۔

عباسی۔ اور جوان ہو کر عشق کے منزل سے اندھی ہو گئی۔

صورت۔ آرہی ہے۔

حسنا۔ (آکر) ہی سے میری خوشی یہی ہے۔ میری خوشی کی دنیا یہی ہے۔

میری دنیا کی روشنی یہی ہے۔

عقل ہستی میں شمع انجن آرا ہے یہ

بیکسی کی رات میں اُمید کا تارا ہے یہ

آرزو کی آنکھ کی پتلی تمڈول کی جہان

پیار بھی کرتا ہے جس کو پیار وہ پیار ہے یہ

صورت۔ نہیں محبت و محبت کچھ نہیں۔ لوگوں کے دماغ میں فتنہ ہوا ہے محبت

کا نام محض شاعروں کی بدولت جنہیں گیل و بلبل کا دلال کہنا چاہیے۔

دنیا میں مست ہوا ہے۔

حسنا - میرے اندر یہ کیا کہتا ہے۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا ہے میری طرف سے بدگمان ہے جو ایسا بیان ہے۔

صورت - سے مطلب کی دوستی سے مطلب کی سب دفا ہے
مطلب کے سب ہیں بند سے مطلب فقط خدا ہے
الفٹ ہے کام دل کا اور دل کے حرف نہ وہیں
ان میں بھی ہے یہ نفرت ایک ایک جگہ ہے

حسنا - نہیں یہ لفظ زبان پر نہ لاؤ۔ اچھے صورت تمام دنیا پر الزام نہ لگاؤ۔ ایک با وفا
کارل نہ دکھاؤ۔ سے

سبھی بکسیاں نہیں نا اہل بھی معقول بھی ہیں۔

بارغ میں خار ہیں گرجا تو دو پھول بھی ہیں۔

صورت - او جہیں حسنا تو بھولی بھالی ہے۔ یہ دنیا فریب کا نقارہ ہے۔ جو شیریت
کرتا ہے۔ لیکن اندر سے حالی ہے۔

حسنا - میرے آفتاب آپ اندھیرے میں ہیں۔ قدرت نے محبت ہی کی زمین پر یہ
دنیا کا محل اٹھایا ہے۔ خدا نے آگ۔ پانی۔ مٹی ہوا ان سب کو محبت کے پائی
میں گوندھ کر انسان کو بنایا ہے۔ سے

بیل نثار ہوتا ہے کھائے بارغ پر

پسوانہ جان دیتا ہے جل کر چر داغ پر

دنیا کے ذرہ ذرہ میں الفٹ کی لاگ ہے

پتھر کے بھی حیرت ہیں محبت کی آگ ہے

صورت - ہاں اگر نہیں ہے۔ تو میرے بیدار ہوا کے دل میں نہیں اس بانی بھانکے
دل میں نہیں۔

حسنا۔ میرے صولت۔ پیارے صولت ایسا نہ کہو!

صولت۔ حسنا کیا دنیا ایسے کو اچھا باپ کہے گی جو بیٹے کے حق میں ایسی بے ایمانی کرے۔ اُس کے عیش و عشرت کو کینہ کی آگ سے خالی کرے۔
حسنا۔ کیا دنیا ایسے کو اچھا بیٹا کہے گی۔ جو اپنے باپ کے حق میں ایسی بد زبانی کرے۔
نا فرمائی کرے۔

صولت۔ جس کا دل جلتا ہے اُس کے منہ سے ایسا ہی کلمہ نکلتا ہے۔
حسنا۔ نہیں یہ بُروں کی خصلت ہے۔ اچھوں کی زبان پر ہمیشہ اچھی بات آتی ہے۔
سانپ دودھ پیتا ہے۔ اور زہر کُلتا ہے گا۔ گائے گھاس کھاتی ہے اور سب
کو دودھ پلاتی ہے۔

صولت۔ حسنا غور کر آدمی کے مقابلے میں حیوان کی مثال دنیا کس قدر دہشت
بات ہے۔ مراسمِ خرافات ہے۔

حسنا۔ اور صولت تم بھی غور کرو۔ جو کام حیوان نہیں کرتا۔ وہ انسان کرے۔ تو کتنی
شرم کی بات ہے۔

صولت۔ میری روح میری قسمت کی طرح تو بھی مجھ سے جنگ کرتی ہے۔

حسنا۔ میرے صولت! حسنا تم سے نہیں تمہاری پری سے لڑتی ہے۔

صولت۔ ع۔ اچھا کہے گا۔ کون اسے اس دغا کے بعد۔

حسنا۔ ع۔ دنیا میں باپ ماں کا ہے درجہ خدا اس کے بعد۔

صولت۔ حسنا۔ حسنا۔

بیاں نہیں ہے یہ سوزِ نہاں نکلتا ہے

جگر کی آگ کا منہ سے دھواں نکلتا ہے

حسنا۔ صولت۔ صولت۔

حیا سیکھو ادب پر تو بچو آتشِ پانی سے
بچھا دو اس بدی کی آگ کہ نیکی کے پانی سے
جس کو دوا سمجھتے تھے وہ درد ہو گیا
بس جاؤ جاؤ تم سے بھی دل سرد ہو گیا

حسنا۔ بے سبب ناراضی
 صولت۔ بس رہتے دو لغات
 حسنا۔ میری تقصیر
 صولت۔ میری تقدیر۔

سب ہیں ستانے والے غم کے بڑھانے والے
دل کے جلاتے والے چہرے کے لگانے والے
قہر کے زخمیوں کا ہمدرد نہیں ہے کوئی
نشر تو سینکڑوں ہیں مراحم نہیں ہے کوئی
جان دہان پھینک دوں تیں ست وار کے
قدموں کے آگے ڈال دوں یہ سرِ تار کے
آنکھیں نکال دوں ہیں اسارہ اگر ملے
پنی جاؤں زہرِ حُکم تمہارا اگر ملے

صورتِ ثانیہ - اوہ چپ رہو سب کو زبانی دعوایے ہوتا ہے یوں کسی کے لئے جہان
کھرتا ہے ۔

مشکل ہے ساتھ دسے کوئی حل تباہ ہیں
سایہ بھی چھوڑ جاتا ہے۔ روزِ سیاہ ہیں

حسبنا۔ جدولت میرا عشق و قادیان ہے۔

صولت - میری حسنا بہ دشوار ہے -

حسنا - صولت مجھے آزاد دے -

صولت - حسنا تم موم ہیں - محبت کی آگ کے سامنے مت آؤ -

حسنا - میں پھر کہتی ہوں - مجھے ثابت کرنے کا موقعہ دو -

صولت - ہاں تو یہ لے جلی وصیت نامہ ہے - اسے تجوری میں رکھ کر اصلی وصیت نامہ

میرے باپ کی تجوری سے چرا لے

کسوٹی یہ بتا دے گی کہ کیا کیا تجھ سے ہونا ہے

یہ چکیلا ستر عشق پتلی ہے کہ سونا ہے

حسنا - او خدا یہ تو مجھے چوری کرنے کے لئے کہتا ہے - نہیں نہیں صولت تم نے

مجھے کیا سمجھا ہے -

صولت - اپنی زندگی - اپنی جان - اپنی روح -

حسنا - کیا یہ شرم اور اخس کی بات نہیں ہے کہ جسے تم اپنی روح سمجھتے ہو - اسی کو

جہنم میں گمراہی کے لئے تیار ہو -

صولت - سر د ہو گئی - زرد ہو گئی - عشق کا بھار اتر گیا - محبت کا جوش بر گیا -

راہ وفا میں دو ہی قدم ہیں - نہ گم گئی

کیا جان دے گی تو جو زبان سے کہے پڑ گئی

حسنا - زبان دی بھتی کہ تم پہ جان دوں گی جان حاضر ہے -

کہ تھا سر کٹاؤں گی یہ سراسر آن تھا سر ہے

میری دولت محبت جان و دل سب کچھ تو ہوا ہے

نہ دوں گی میں مگر ایمان یہ ان سب سے پیارا ہے -

صولت - آہ افسوس قہر کی امید کی روشنی مجھے راستہ نہیں دکھائی ہے - وہ بھی

ٹھوکر میں کھلاتی ہے۔

حسنا - خدا تجھے نیک راستہ دکھائے۔ اپنے نیک بندوں کی صحبت میں لائے۔

صورت - خدا تجھے بد بخت کے لئے رحم دل بنائے۔

حسنا - صورت پر گناہ ہے اس لئے طبیعت جھجکتی ہے۔

صورت - حسنا محبت اندھی ہے۔ اس لئے گناہ نہیں دیکھ سکتی۔

حسنا - میں کیا کروں کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے۔

صورت - حسنا اچھی حسنا۔

حسنا - تمہارا عشق میرے اکابر سے لڑتا ہے۔

صورت - خدا اگر سے وہ فتیاب ہو۔

حسنا - ادہ محبت تو خراب ہو۔

صورت - دل آدا۔

حسنا - دل ہارا۔

صورت - پھر

حسنا - یہ ہوگا

صورت - پس ہر چکا۔

دو دنوں کا جانا

باب پہلا سین پاپو وال

محلِ رخصت

(سہیلیوں کا ناچنا اور گانا)

کورس

سہیلیاں - کیا بہار چھائی دیکھو پھولا ہے کیا ہر بالا جی ڈالی ڈالی پر کھلیں جوئی
چھپا کی کلیاں - بن بھی چمن بھی بن گیا ہے - رنگت والا جی - ہری ہری
ڈالیاں بولت پھیاں اگاد ت ہے جیار - کیا بہار چھائی -
رخصتہ - دل کی صدا ہے - گل کی ادا ہے -

ڈالی - آڈ پیاری گائیں ساری پھولا ہے - ہریالا جی - کیا بہار چھپائی دیکھو
پھولا ہے -

رخصتہ - بہار!

بہار - سرکار

رخصتہ - ڈالی

ڈالی - حضور عالی -

رخصتہ - ہوا ہے ممت قمری نگار ہی ہے پھیل جنتے ہیں

گٹھا چھائی ہوئی ہے - ہر طرف موتی برسکتے ہیں

ڈالی - ع - مجھے ہچکی یہ کیوں آتی ہے -

رضیہ - بھیل یاد کرتا ہے۔

ڈالی - ع۔ چلو گلشن کو لطف سبزہ و گل یاد کرتا ہے۔

بہار - ہاں ہاں حضور جیسے اس سے طبیعت کو بھی نازگی ہوگی۔ اور باغ کی بھی سرفرازی ہوگی۔

ڈالی - مگر بی تم کیوں آتی ہو۔

بہار - اور بی تم کیوں ساتھ جاتی ہو۔

ڈالی - ع۔ میں بانگی بن کے ناز سے بانگے سرو کو چال سکھاؤں گی۔

بہار - ع۔ میں ان گالوں کی لالی سے لالے پہ رنگ جماؤں گی۔

ڈالی - ع۔ میں مستی مل کر ہونٹوں پر پی سیس کو شراؤں گی۔

بہار - ع۔ میں ڈورا بھر کر کاجل کا رنگس سے آنکھ لٹاؤں گی۔

ڈالی - میں ایسا ٹھاٹھ بناؤں گی گلشن سارا تعظیم کرے۔

بہار - ع۔ میں ایسی نشان سے جاؤں گی ہر گل جھک کر تعظیم کرے۔

رضیہ - نگہ ڈال چلو تو سہی۔ گھر ہی میں گل و گلزار سے بھٹھا۔ وہی منہ ہونٹی

کر میں سوت نہ کیا اس۔ کوری سے لہٹ لٹھا۔

ڈالی - سہ آرام دل کو دیجئے راحت دماغ کو

جہم جہم سے آپ جاپئے گلگشت باغ کو

گستاخیاں مگر نہ کرے کوئی بھول کے

بھیل نہ مرنے کو چوم سے دھوکے میں پھول کے

رضیہ - چل دقا لہ شیطان کی خالہ۔ خبردار جو ایسا لفظ زبان سے نکالا۔ مرنے کی بجائے

اپنی ایری چوٹی پر داندوں کی۔ ایسی بے باکی دکھائے گی۔ تو ایک ایک پھول

کے سامنے بٹھا کے سوسہ جوتیاں مار دیں گی۔

بہار۔ اسے حضور با ایک کالے کوٹے نے چوما تھا اس لئے آپ کو بلبس سے ڈراتی ہے۔

ڈالی۔ چل موئی اچھال چھکائیے عیب۔ سروں کے سر چپکاتی ہے۔

بہار۔ دیکھا حضور سچی بات سے۔ کیسی آگ لگ اٹھی۔

ڈالی۔ لو یہ دیا سلائی کی پیٹی بھی سگ اٹھی۔

بہار۔ موئی ہٹلی۔ پھنچوڑی کوٹے کے نام پر سوکھے ہوئے کٹلے کی طرح کیوں چٹکتی ہے۔

ڈالی۔ موئی خوشامدی مینا۔ تو دم کئی گھری کی طرح کیوں پسٹکتی ہے۔

سے جس جا دیکھا ہر بالالہ اور جس جا پایا کچھ لالہ

ہاتھ میں لیکر بھیک کا پیالہ بھیج گئیں اور لالہ

تیسری۔ چل دلالہ دیو کی خالہ۔ منہ پر اجلا پیٹ میں کالا۔

بہار۔ ہم سب سے ہے رتبہ بالا۔

چوٹھٹی۔ گڑا کھالے اور گرم مصالحہ۔

زخمیہ۔ آگ لگے اس ٹھٹھے کو بس چھوڑ دہندی جاتی ہے۔

ڈالی۔ آ ہے ہے بڑا اتنا غصہ۔

بہار۔ اسے بی بی انتائی ہے۔

زخمیہ۔ کیا جھنجھلا گئی!

تیسری۔ نہیں حضور گھبرا گئی۔

چوٹھٹی۔ اچی نہیں بوکھلا گئی۔

تیسری۔ نہیں جی شرمائی۔

زخمیہ۔ بیگم زبان تو کھولو۔

بہار۔ میاں مسکڑے منہ سے تو بولو۔

چو بھتی۔ حلو چاہیئے کہ پوٹی۔

بہار۔ پیہ مانگتی ہے کہ روٹی۔

ٹو والی۔ چل نہ کھٹ کھٹی۔ سمجھ کی موٹی۔ طبیعت کی چھوٹی۔ زیادہ ستائیگی۔

توکاٹ لوں گی تیری ناک اور چوٹی۔

بہار۔ ادھر عورت ہے یا افراسیاب کی خالہ۔

رضیہ۔ بس بس تم شریوں نے اس غریب کو ذرا سی چوک پر بنا ڈالا۔

ٹو والی۔ دیکھئے نا حضور۔ لونڈی نے کونسی بُری بات کہی۔ نانا کہ بیل سے گستاخی

ہوئی تو آپ اس پر غصہ نکالے گا۔ لیکن خدا رکھے چاروں کے بعد چاند سدا دہا

جب آئے گا تو اس کے ہونٹوں پر بھی تالا ڈالے گا۔

رضیہ۔ کیوں غیبیانی۔ پھر وہی چھڑ خانی۔

کون باندھے اپنی قسمت غیر کی تقدیر سے

میں تو کو سیوں بھاگتی ہوں قید رہے زنجیر سے

شاد ہوں اس حال میں تجھ کو نہیں نا ادی پسند

گمشد دنیا میں ہوں میں سرور آزاد کی پسند

دوسریوں کا گانا

آئے آئے شام سندر سبیاں بل جیاں من ہر واسا لوریا تو راسا لوریاں

ڈالے گلے بہیاں۔ دل جو کسی سے لگا نہیں گے ہے ری گویاں دل جو کسی

سے لگا نہیں گے۔ ناحق کے صدمے اٹھائیں گے۔ ہے ری گویاں ناحق کے

صدمے اٹھائیں گے۔ جن کی آنکھیں میں جادو بھرا ہے۔ کل دہی آنکھیں

دکھائیں گے۔ ہے ری گویاں کل دہی آنکھیں دکھائیں گے۔ ملے آئے دل آرا۔

لے پیار ہی کو پیار اچند اسے تارا آئے آئے۔

ڈالی۔ ابھی عورت بغیر مرد کے اور مرد بغیر عورت کے کبھی اس مصیبت بھری دنیا میں آدم نام نہیں پاتا ہے۔ اکیلا پہیہ گر پڑتا ہے اور گاڑی میں دوسرے کے ساتھ بل کہ منوں بوجھ اٹھالے جاتا ہے۔

رضیہ۔ مرد ہمیشہ حکومت جتاتے ہیں۔

ڈالی۔ اور عمر بھر غلامی بھی کر دکھاتے ہیں۔

رضیہ۔ ادنے ادنے بات پر دباتے ہیں۔

ڈالی۔ فضول سے فضول ناذ بھی اٹھاتے ہیں۔

رضیہ۔ ذرا سے تصور پر دیرے دکھاتے ہیں۔

ڈالی۔ اور ذرا سے اشارے پر آنکھیں بھی بچھاتے ہیں۔

رضیہ۔ بیوی کو گھر میں بند کر کے خود باہر گلچپرے اڑاتے ہیں۔

بہار۔ حضور یہ تو اولڈ فیشن والوں کا دستور ہے ہمیں تو آپ کو کسی نیا لائٹ جلیپن

سے بیاہنا ہے۔

رضیہ۔ بھئی میرا تو شادی کے نام سے دل جلتا ہے۔

بہار۔ تو دل کیوں جلائیے۔ شادی کا سودا۔ اور نکاح کی رس بھری نوش فریائیے۔

(گورنر)

تیرے دل کی لگی کو بچھا دیں گے۔ میری جان کوئی لادیں گے بانکا سا لوزریاں

لادیں گے بانکا سا لوزریا۔

رضیہ۔ چلو چنچل چھیلو رو کو زبان۔

گورنر

تیرے دل کی لگی کو دلبر دل آرا۔ لے پیاری کا پیارا۔ بانکی دولتھیاں۔

ہندو موری چٹیاں - ساڈرے سڈوئے پہ وار و تم جان - بن ٹھن کے پیاری
ساڈریا - تیرے دل کی لگی کو - (سب کا ناچتے گاتے جانا)

باب پہلا سین چھٹا

خواب گاہ نواب اعظم
ر نواب اعظم کا سوتے ہوئے نثر آنا - حنا کا ایک ہاتھ میں
فانوس لئے ہوئے داخل ہونا، اور تجوری کھیل کر جہلی وصیت نامہ
رکھنا - (اصلی وصیت نامہ چڑا لے جانا -)

باب پہلا سین ساڈواں

فضیلتا کے مکان کے سامنے راستہ
ر منوا کا اندر سے گاتے ہوئے آنا

منوا - نشیائے سے کوئی مت کیجورے، جمبید، نشے باز، لہبلا - مرے پیار سے
کوئی مت کیجورے، جمبیدلا -

سنگڑی کہے تھار آج پی نہیں بھنگ - چل تکیے ہیں تو چار بار کے سنگ پی کو

بھنگ پھینکی جنگ کون کرو کا چیلہ امرے پیارے سے کوئی مت کیجورے جھیلے۔
نشیالے سے کوئی مت کیجورے جھیلے۔

(منو کا گائے ہوئے اندر جانا حشمت کا آنا)

حشمت - توبہ توبہ موسےٰ نوکروں نے تو مجھے پریشان کر رکھا ہے۔ بغیر گھر کی چھڑکی
رات جوئے کے کوئی کام ہی نہیں کرتا۔ منو! او موسےٰ منو! - ارے موسےٰ -
جواب تو دے کیا ادنگہ کیا سانپ سینگہ گی۔

منو! - سرکار حاضر سرکار حاضر ہیں۔

حشمت - ارے او کام چور حرام خور مردود۔ پاجی۔ تین آوازوں پر ایک جواب
نیرا خانہ خراب۔ کیا تو تادرشاہ کا پوتا ہے یا بہادر شاہ کا نواسہ ہے۔
منو! - حضور آپ تو مفت میں خفا ہوتی ہیں ناسحق گالیاں دیتی ہیں۔

حشمت - ارے موسےٰ بد ذات۔ کم اوقات۔ ہم مفت خفا ہوتے ہیں۔ کیا تو تنخواہ
نہیں پاتا تنخواہ یا

منو! - کیا میں آپ سے گالیاں کھانے کی تنخواہ پاتا ہوں۔ میں نے ہاتھ بچا ہے
یا ذات۔

حشمت - ہائے ہائے جی چاہتا ہے کہ موسےٰ کو پچانسی پر لٹکا دوں پچانسی پر۔
منو! - آہ اب میں سمجھا کہ شاید ہائی کورٹ کے اختیارات بھی آپ جہیز میں ساتھ
لائی ہیں۔

حشمت - ارے موسےٰ گستاخ نفر۔ پھر کھیلایا تیرا سر لاؤں تیری شامت اور جتنے
سے کروں مرمت۔

منو! - خبردار نہیں بٹھرنا۔ قدم آگے برٹھایا تو بس جان لیتا۔ زبان سنبھالو۔ اپنی
نوکری کو پچاس روپے ڈالو
(چلتا ہے)

حشمت۔ ان بوجے حرام خود نوکریوں پر اسی طرح رعب و داب قائم رکھنا چاہیے۔
 بلکہ نوکریوں ہی پر کیا منحصر ہے۔ سب مردوں سے اسی طرح پیش آنا چاہیے۔
 ورنہ مرد کی ذات ذرا سے منہ رکھانے سے سر جڑھ جاتی ہے۔ عورتوں کو لازم
 ہے کہ مردوں کی ڈیر ڈھیلی نہ چھوڑیں۔ ان سے ذرا دب کر نہ رہیں۔ کیونکہ
 عورتوں کو خدا نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے۔ اور مردوں کو ٹھیکہ پر بنایا ہے۔
 مردوں کا فرض ہے۔ عورتوں کی خدمت کرنا۔ کھانا پکانا۔ بستر بچھانا۔
 پاؤں دھونا۔ حقہ بھرنے کا۔ تالبداری کرنا۔ ہاں میں ہاں ملانا۔ کیوں نہیں کہتا ہے نا۔
 (رجاتی ہے)

(فضیلت کا انداز سے آنا)

فضیلت۔ وہ آداب عرض لیجئے فضیلت بھی آگئے۔
 کہتے ہیں جس کو عرف میں فتنہ بھی آگئے۔

لگ کہتے ہیں کہ بے ایمانی نہ کرو۔ اسے بھائی بے ایمانی نہ کہیں تو بھوکے
 مریں۔ خدا بخشنے ہمارے آبا جان فردوس مکان بات بات پر سمجھا یا کرتے تھے
 بیٹا تو ایماندار رہے گا۔ تو بھڑکا کر رہے گا۔ اور بے ایمانی کے عبادے اڑائیں گے۔
 تو تر نوالے کھاٹیں گے اگر حلال کی کمانی چاہیں گے تو حرام موت مارا جائے گا۔
 کیا کریں۔ ایسا کام کرنے کی جی چاہتا ہے۔ مگر بزرگوں کی نصیحت پر عمل کرنا۔
 عین سعادت مندی ہے۔ اس لئے ہم نے بھی یہی سبق یاد کر لیا ہے۔
 اے امانت بر تو لعت از تو رہے یا فتنم
 اے خیانت بر تو رحمت از تو گئے یا فتنم

چھوٹا ذریعہ بنانا مجھے یاد ہے۔ سگہ ڈھالتے ہیں بندہ استغاثہ ہے۔ ابھی
 ابھی جعلی وصیت نامہ بنا کر صولت کو دیا ہے۔ یقیناً ہے حسد کی محروقت

بدلو اسے لگا۔ اور کل مال و دولت کا مالک ہو جائے گا۔ کیا شک ہے کہ
ہر بات میں ہوشیار ہوں۔ بکتا ہے روزگار ہوں۔ مگر ایک عورت کے ہاتھ
سے لاچار ہوں۔ ارے یاد دل اندھیر ہے۔ جو ہزاروں آدمیوں کو
انگلیوں پر پچائے۔ وہ اپنی سگی جورو سے مار کھائے۔ میں نے بہت سے
لوگوں کو بڑے گھر پہنچایا ہے۔ اور یہ مجھے خدا کے گھر پہنچانا چاہتی ہے۔
دیکھئے تقدیر کیا دکھاتی ہے۔ منو! ارے۔ اد منو! منو!۔

(منو کا آنا)

منو!۔ سرکار حاضر۔ سرکار صبر ہوں۔

فضیلت!۔ ارے یہ تو بتا کہ آج کل ہماری بیوی کے مزاج کا مہترامیٹر کتنی ڈگری
پر رہتا ہے۔

منو!۔ سرکار ان کے مزاج کا قوام تو ہمیشہ کڑا ہی رہتا ہے۔ کہ آج وہ گالیوں کا
تار باندھا کہ الاماں الاماں میرا جی تو ایسی نوکری سے بالکل بیزار ہے۔
فضیلت!۔ ارے مہتر جا بھائی کیوں گھبراتا ہے۔ میں اس شیطان زادی کو ابھی ابھی
ٹھیک کئے دیتا ہوں۔ مجھے امید تھی کہ سمجھانے سے سمجھ جائے گی۔ لیکن لڑے
سے نرمی اور برت سے گرمی کی امید فضیل ہے۔ دیکھ تو اب یہ کام کرنا۔

(منو اس کے کان میں کچھ کہتا)

حشمت!۔ (آکر) کیوں جی یہ کیا کانا لپھسی ہو رہی ہے۔

فضیلت!۔ جی کچھ نہیں۔

حشمت!۔ جی کچھ نہیں۔ دیکھو میں تم دونوں کے اچھی طرح کان کھیلے دیتی ہوں کہ

میرے گھر میں آئندہ اس طرح کی کھسر کھپڑ نہ ہونے پائے۔

فضیلت!۔ کھسر کھپڑ تو نہیں کوئی مشورہ کی بات کر رہے تھے۔

حشر تھا۔ مشورہ بیوی سے کرتے ہیں یا خدمت گار سے دو کوڑی کے پانچ کو یا رتار
 بنا دے گئے۔ تو خطا کھاؤ گے۔ جوتیاں مار کر نکال دے موٹے کتے کے منہ پر خاک ڈالو۔
 منو!۔ ادنیٰ کٹ کھنی کٹیا بھونکے جاتی ہے۔ اور مجھے کتا بناتی ہے۔
 حشر تھا۔ موسیٰ حرام خور پانچ شیطان سپہ ایمان۔ ایڑی چوٹی پر مجھے کرول۔
 قرآن گھر اپنی اماں ہیشول کر سنا۔ اسے اد موسیٰ مرد و نکھٹو کھاٹے
 کے ٹپو۔ کھڑا کھڑا کیا سنا ہے۔ اور کچھ نہیں بولتا۔
 فضیحتا۔ او خدا او خدا جو لوگ میری حالت کو دیکھ کر ہنستے ہیں۔ خدا کے ان
 کی بیویاں بھی ایسی ہو جائیں۔ چلیاں باتوں کو چھوڑ دو۔ نوکر سے سر نہ پھوڑو۔
 حشر تھا۔ چل موسیٰ کھاؤ۔ شیطان کا خالی۔ منہ سے کچھ نہیں بولتا۔ اور دیکھنا
 ہے ٹیکر ٹیکر!

فضیحتا۔ بس کیا بولوں اپنی سر۔
 حشر تھا۔ تو سنا نہیں بڑھے جھڑوس۔
 فضیحتا۔ کیا ہے بیوی فانوس۔
 حشر تھا۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ موسیٰ چلے بد لکام!
 فضیحتا۔ میری عزت کا نیلام۔
 منو!۔ جو کرے سو پاسے۔
 حشر تھا۔ ہمت تجھے خدا خاک میں ملائے۔
 منو!۔ دیکھو سرکار۔

حشر تھا۔ تیری ہر کار پر خدا انگی مار۔
 فضیحتا۔ پس یہ کیا کہتا خدا کی خطا اور ہم کو سزا۔
 حشر تھا۔ چل موسیٰ کھاؤ۔ ایک ہداری دوسرا ڈنڈی۔

فضیلت - تم تو پول ہی خالی خالی خفا ہوتی ہو۔

حشمت - بیٹا خالی بھری کے بھروسے نہ رہنا۔ مارے جوتوں کے بھیجا سہلا دوگی
مہیاں اور ذکر دونوں کو سزا دوں گی۔ موسے کو دیکھو تو کسہی نہ صورت نہ
شکل پھاڑیں سے نکل۔ خدا تجھے غارت کرے۔ نیست و نابود کرے۔ اہلی
محبہ کو راند کر دے راند۔

فضیلت - گھر تو کسہی تیرے راند ہوئے سے پہلے ہیں رند و اہوتا ہوں اچھا اب
تصور معائنہ کر ڈالو۔

حشمت - نہیں کبھی نہیں۔ اس کو ابھی میرے گھر سے نکال دو۔
منوا - گتیا تیرے باپ کا گھر ہے۔ جو بھونکے جاتی ہے۔ کہ اس کو نکال دو نکال دو۔
حشمت - دیکھو دیکھو مٹا کیا بنتا ہے۔

فضیلت - کچھ مذاق تو بہت سر چڑا گیا ہے۔ منہ لگائے تو ساتھ کھانے لگا۔ اب
کے تو نے چوں بھی کی۔ تو فوراً نکال دیا جائے گا سمجھا حرام خور پاجی نیکرام
شیطان۔ لچا۔ گڈا۔ بد معاش۔ گستاخ۔ منہ زور۔ بد لگام۔ صورت حرام
ہماری اکلوئی بیوی کے منہ لگتا ہے تو سہانتا نہیں ہماری بیوی کیا ہے لکھتی
کا اوتا رہے۔ جب سے اس کا قدم گھر میں آیا ہے۔ سارا محلہ برباد نہیں آباد
ہو گیا ہے۔ اور گھر کی صفائی دن بدن ترقی پست ہے۔ رحمت سے بس پیاری
اب تو خوب دھڑکا یا۔ اب تم بھی غصہ کو محقک دو۔

حشمت - تو دیکھو اس کو آٹھ دن کے اندر ہی اندر میرے گھر سے باہر نکال دیا جائے۔
فضیلت - اچی اللہ اللہ کر۔ آٹھ دن کس کے خدا نے چاہا ابھی فیصلہ ہو جائیگا۔
میرا دم بھی اس سے ناک میں آ گیا ہے۔ جب تک یہ بلا یہاں سے نہ جائیگی۔
مجھے بھی کل نہ آئے گی۔ ذرا گھر تو کسہی گھڑی میں گھڑیاں ہوا چاہتا ہے۔

حشمت - ہاں خوب یاد آیا کہ صبر میرا وہ ہاں ہے۔

فضیحتا - وہ تو بالکل تیار ہے۔

حشمت - تیار ہے تو کب لاؤ گے یا یہی بے پر کی اڑاؤ گے۔ آج سے کل
سے پرسوں یہی گزارے جاؤ گے برسوں۔

فضیحتا - پیاری خُدا جانتا ہے۔ مجھے رات دن تیرے ہی ہار کی فکر لگی رہتی ہے۔
حشمت - تم تو ہر روز ٹالا کرتے ہو۔ میرا تم پر زور ہے۔ تو ابھی منگاؤں گی۔ ورنہ
مزا چکھاؤں گی۔

فضیحتا - ہاں ابھی لے آؤں گا۔ دیکھو اسی واسطے میں نے پانچ سو روپیہ کا نوٹ
بھی تیار کر رکھا ہے۔

حشمت - دیکھو دیکھو وہ نوٹ میں دیکھو۔

فضیحتا - یہ لہ خوب دیکھو۔ کیوں جی پیسٹ بھر کے دیکھ چکیں۔ چلو اُدھر لاؤ۔ زیادہ
رہ سقاؤ۔

حشمت - اچی بس ہوا کھاؤ کھاری پانی سے مُنہ دھو آؤ۔ بندی ایسی لھولی لھالی نہیں
جو آیا ہو انٹ واپس کروے

فضیحتا - جب تو اپنی قسمت کو روکنے کی۔

حشمت - اب تو بندی جائے گی۔ اور سنا رہے ہاں لاسٹے گی۔

فضیحتا - دیکھ یہ بات اچھی نہیں دھوکا کھانے کی۔

حشمت - اچی جاؤ یہ ڈراؤ کسی اور کو بناؤ۔ میں ابھی جاتی ہوں۔ اور ہاں لے کر
آتی ہوں۔

(نوٹ لے کر چلے جانا)

فضیحتا - بیشک ہاں تو تیری قسمت میں ہے۔ کیوں بیٹا کچھ خیال میں آیا کہ

اُستاد نے کیا رنگ جمایا۔

منو!۔ اچی آپ تو خود جو رو کے ہاتھ بکے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔
فضیختا۔ کیوں۔

منو!۔ یہ قیمتی نوٹ آپ نے اُس کو دے دیا۔

فضیختا۔ تو پھر اس سے کیا ہوا۔

منو!۔ آپ تو کہتے تھے کہ میں اس کے نکالنے کی فکر میں لگا ہوا ہوں۔ اور آپ نے
اس کے برخلاف جھبٹ سے پانچ سو روپیہ کا نوٹ اس کو نکال دیا۔

فضیختا۔ بیٹا تو نادان ہے۔ اگر میں یہ نوٹ نہ نکالتا تو وہ بھی یہاں سے نہ نکلتی اس
نوٹ کو اس کا رخصتہ نہ سمجھتا۔ کیوں کچھ سمجھا۔

منو!۔ اچی میاں غصہ ہو گیا۔

فضیختا۔ کیا ہو گیا۔

منو!۔ پولیس کے جوان ادھر آ رہے ہیں۔

فضیختا۔ آنے ہوں گے راستہ کیا ہمارے باپ کا ہے۔

منو!۔ مگر حضور آپ کی بی بی ان کے ساتھ ہے۔

فضیختا۔ ساتھ ہے تو تیرا نشانہ پر پڑ گیا۔ اور مونڈ بھی چل گئی۔ یادوں کا ایک

فترہ اسے بڑے گھر پہنچانے کو کافی ہے۔ بیٹا منو! اب میری ہاں میں ہاں

لاواتے جانا۔

منو!۔ بہت خوب خیال چلے۔

فضیختا کی بیوی کو پولیس کا گونتا رکر کے لانا

حشمت۔ لو صاحب ان سے پوچھا لو یہ نوٹ کس کا ہے۔

جمہدار۔ کیوں جی یہ نوٹ تمہارا ہے۔
(زمین دفعتاً پوچھتا)

وضاحت: جی ہونٹ ہونٹ سردی کے مارے پھٹ گئے ہیں۔
 محمد ابراہیم: تم پاگل ہو گئے ہو۔ ہم بے چہنے ہیں یہ نوٹ تمہارا ہے۔
 فضیلت: حضور آپ مجھ سے دل لگی کر رہے ہیں۔ میں جانتا ہوں۔ شاید آپ میرا امتحان
 لیتے ہیں۔ صاحب اگرچہ میں غریب ہوں مگر کسی کا حرام مال نہیں لینا چاہتا کیوں
 بیٹا منو۔

منو: جی بجا ہے قبلہ۔

حشمت: ارے غضب ابھی ابھی تم نے مجھے یہ نوٹ نہیں دیا۔
 فضیلت: محمد ابراہیم یہ عورت کیا کہتی ہے۔
 حشمت: یہ مذاق جانے دد دل لگی ہو چکی ہے۔
 فضیلت: ری مائی ہم دل لگی کیوں کہنے لگے پرانی عورت کو تو ہم اپنی ماں بہن سمجھتے ہیں۔
 کیوں بیٹا منو۔

منو: جی بجا ہے۔

حشمت: تم ایسی باتیں کرنے ہو۔ جیسے تم مجھ کو جانتے ہی نہیں۔
 فضیلت: آپ کو پہلے میں نے کبھی دیکھا ہی نہیں۔
 منو: حضور شاید کہیں میلے پھٹیلے ہیں دیکھا ہو۔
 محمد ابراہیم: یہ عورت جعلی نوٹ بازار میں چھانے کے لئے لائی تھی اس لئے
 سرکار کی مجرم قرار پائی گئی ہے۔
 فضیلت: جعلی نوٹ کیا ایسی ایسی دغا بازیاں دنیا میں ہونے لگیں عورتیں بھی ایسے
 ایسے کام کرنے لگیں۔

منو: جی ہاں آپ جیسے ایماندار سب آدمی تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔
 فضیلت: کیا بُرا زمانہ ہے کہ عورتیں بھی ایسا کام کرنے لگیں۔

منوا - جی ہاں قبلہ -

حشمت - تم نے مجھے یہ نوٹ نہیں دیا - تو یہ بھی کہہ دو - کہ میں تمہاری جو رو بھی نہیں ہوں -
فضیلتا - ہائیں یہ کیا کہا جو روادار کے تو یہ تو یہ پیاری تو بالکل بے حواس ہو رہی ہے - غریب
کہ پیاری آفت کی ماری یا جناب باری یہ کون ہے لاوارث پیاری -

حشمت - تو کیا تم میرے میاں نہیں -

فضیلتا - شاید تم اپنا خاوند بھول گئی ہو - بیشک ایک شکل کے دو آدمی ہونے سے دھوکا
ہو جاتا ہے -

حشمت - نہیں مجدد صاحب یہ جھوٹا ہے - میں اسی کی جو رو ہوں -

فضیلتا - اچھا مائی کو اپنے منہ پر اختیار ہے جو چاہے سو کہہ لو - میں تو تم کو اپنی بہن سمجھتا ہوں
کیوں منوا

منوا - جی قبلہ اور میں ان کو اپنی ماں سمجھتا ہوں -

حشمت - بہت تیرا استیلا ناس ہو جاتے - میں تجھ کو پیٹوں تیرا حادہ پکاؤں منوا جہنم جلا
نصیبوں پیٹا تیرا کھیرج کھوؤں -

فضیلتا - ارے ارے مجدد صاحب یہ پیاری تو بالکل پاگل ہو گئی -

جہنم دار - اچھا سعادت خاں اس کی مشکلیں باندھ لو - ورنہ یہ کسی کو ضرور کاٹ کھائے گی -

حشمت - مجدد صاحب مجھے کیوں باندھتے ہو - میں کچھ دیوانی نہیں ہوں - مجھے تو اس بے ایمان

کی بے ایمانی پر غصہ آتا ہے - وہ یہ جی چاہتا ہے کہ اس خبیث اکابر کو جیبا جاؤں -

(فضیلتا کو کاٹنے دوڑتا)

منوا - کھا گئی کھا گئی - کھا گئی -

فضیلتا - دیکھئے دیکھئے حضور میں نہ کہتا تھا کہ یہ کاٹ کھائے گی -

جہنم دار - چپ رہا اب کے بولے گی - تو سزا پائے گی - تیرے پاگل پن کے ہم گواہ ہیں - چارے

سامنے ہی تو کاٹنے کو تیار ہوئی۔

حشمت - ارے مرنے تو کیا انجان بنتا ہے اپنی خالہ کو اتنی چلدی بھڑولی گیا۔ منڈی کاٹا۔ دنیا
بھر کا اٹھالی کہہ رہا ہے گور میں گاڑوں الہی اسے تو کفن بھی نصیب نہ ہو۔
فضیحنا - جمی رہ صاحب اس بیچاری کا آزار بڑھ گیا ہے۔ اب اس کی سیدھی پاگل خانے
لے جایئے۔

جمہدار - سعادت خاں لے جاؤ۔ اور اسے پاگل خانے پہنچاؤ۔
حشمت - سچے سچے پاگل کہنے والے کو بلیا میٹ کروں۔ اس کو پیسوں اس کو کچا چبا جاؤں۔
اس کو قبر میں گاڑوں۔ خدا کہہ دے تو مر جائے۔ اچڑ جائے تیرا نام لیو اپنی دلیا
کوئی نہ رہے۔

(سعادت کا حشمت کو لے جانا)

منو - لے جاؤ۔ لے جاؤ۔
فضیحنا - یہ کیا ہتھکڑیاں ہے کبھی خالی گیا نہ وار
میں اپنی آپ کرنا ہوں تھرھیں بار بار
گمانا

میں آفت کا پر کالا ہوں۔ سو حکمت فطرت والا ہوں۔ (رگڑے جھگڑے کی ہنڈیا
میں ہیں بلدی مچھو مچھو ہوں) قسمت کا مارا پٹیا ہوں۔ میں پھر بھی کتنی فضیحنا ہوں۔
پچھ۔ ہنڈیے غنڈے بد معاشوں کا دادا ہوں۔

میں آفت کا پر کالا ہوں تم مجھ کو سانپ سمجھو۔ بھوتوں کا باپ سمجھو۔ دنیا کا پاپ سمجھو۔
میں آفت کا۔

(سب کا جانا)

باب پہلا سین انکھواں

مکان صولت

صولت - ہر ایک انسان قسمت کی قید میں ہے۔ اور میری قسمت ایک وصیت نامہ کی قید میں ہے۔ افسوس میری غریب تقدیر اول تجھے حروف کی کالی زنجیر پہنائی گئی۔ پھر زنجیر پر سیاہ لفظوں کی ہر رنگائی گئی۔ اس پر لفافے کے قید خانہ میں ڈالا ہے۔ اور قید خانے کے دروازہ پر لاکھ کاتال ہے۔ تالے کی تجوری پر پرہ دار ہے۔ اور تجوری کی حفاظت کا میرا باپ ذمہ دار ہے۔ دشوار ہے۔ اگر شہ چلان بھی اپنی ساری چالاکی صرف کر ڈالے۔ تو بھی میری رسائی دشوار ہے۔

سے امید جس سے چور مہوہ بات چن کر لائے گی
دل پینے کے واسطے حسنا بھی پھٹ لائے گی
ہر لفظ ہو گا ایک داغ اپنے حیدر کے واسطے
تیار رہے کان تو غم کی خبر کے واسطے
(حسنا کا آ نام)

حسنا - کیوں آسمان دکھتا ہے ایسا نکھار چاند
صدر تھے اس ایک چاند پہ تیرے ہزار چاند
دل و جاں دین و ایمان خوشنما انداز کے صدر تھے
ادھر بھی دیکھ لو میں اس نگاہ ناز کے صدر تھے

صورت کون پیاری حسنا

حسنا میرے صورت

۱۔ تریاق لائی زخم پلاہل کے واسطے

کیا دابر مل گیا دم قاتل کے واسطے

جنت تھی اس طرف تو جہنم تھا اس طرف

نیکی بدی میں جنگ ہوئی دل کے واسطے

خوبی امانت آبرو حق منہ من اعتبار

سب قتل ہو گئے ترسے بے مل کے واسطے

صورت۔ ۲۔ تو بے شک ہے آب بہتالے کے آئی

ہے مرہم مرے زخم کالے کے آئی

سجھا بنی تھی شفا لے کے آئی

مرے وردِ دل کی دوا لے کے آئی

سببوں چاکِ نعت و درشتہ مجھے دے

فرشتے فرشتے نوت نہ مجھے دے

حسنا۔ ۳۔ پختون نے جان بھینی زلفوں نے دل سنبھالا

مختی عقل وہ بھی کھودی پی کر ونا کا پیالا

اس لوٹ سے فقط ایک ایمان پچ گیا تھا

تیرے خریدنے کو لے وہ بھی بیچ ڈالا ! دوصیہ شامہ دینا

صورت۔ ۴۔ ہاں یہی ہے۔ وہ متبرہ جادو وہ ظلم جس میں میری قسمت بند ہے۔

۵۔ اے رنجِ خواب دور ہو اے خیرِ اہل جا

غم سنا ہے اکھ اور مرے پسپو سے بھلی جا

میں غصہ ہیں ہوں یاں مرے آگے سے ٹل جا
شیطان تو اُن سارے خبیثوں کو نکل جا
اسے عیش و خوشی بھلے و سرور و طرب آؤ
دل خالی ہے رہنے کے لئے آؤ سب آؤ

حتمی - صولت -

صولت - دولت ایش خوشی فتح ادا را کہ در بانی دول کا سکندر کو خانامانی
دول گا - قادیان محافظ خزانہ ہو گا - جمشید کے ہاتھ میں شراب خانہ ہو گا -
شکسپیر اپنے ناٹکوں میں میری ترفیہ لکھے گا - فردوسی اپنے شاہنامہ
کے بعد اب میرا عیش نامہ تصنیف کرے گا -

۵ - کیا مال ہے قادیان کا خزانہ کے آگے
پھیلانے کا اب ہاتھ زمانہ میرے آگے
رہنوال کو بھی سر ہو گا جھکا میرے آگے
ایک کھیل ہے جنت کا بنانا میرے آگے
پچھلے نظر آئیں گے چمن نعل گہر کے
دیکھوں گا جدھر پھل برس جائینگے زل کے

حتمی - پیارے صولت -

۶ - ایمان ہے احسان ہے نیکی ہے خدا ہے
کاغذ پہ فدا ہو گئے اس طرح یہ کیا ہے
شادی میں کہیں غم کے نہ پسند نکل آئیں
اتنا نہ ہنس جان کہ آنسو نکل آئیں

صولت -
سہرا خوشی کا باندھا قسمت نے میرے پر
اب بھی اگر یہ روئے لعنت ہے چہنم تہ پر

دُنیا کی عشرتوں سے گہری جد اچھٹنے لگی

اب میں بنا بنوں کا۔ دولت بنی بنے لگی

حسنا۔ یہ میرا حق ہے۔ وہ کبھی نہیں بن سکتی میرے پوسف ثانی حسنا
سے وعدہ اور دولت پر مہربانی۔

صوِلت۔ تو یہ ہاتھ نیرے ساتھ بھی مہربانی کرنے کو تیار ہے۔

حسنا۔ مگر محبت کی محتاج حسنا خود اس ہاتھ کی حقدار ہے۔

صوِلت۔ تو اس ہاتھ کو لے کر کیا کرے گی۔

حسنا۔ اس کی غلامی، محبت اور ادب کر دوں گی۔ جب میری اطاعت سے خوش

ہو گیا تو اس سے نیرا دل طلب کر دوں گی۔

صوِلت۔ ترکیب تو میری بیوی بننے کی آرزو رکھتی ہے۔

حسنا۔ میں تو آپ کی لونڈی بننا چاہتی ہوں۔

صوِلت۔ حسنا لونڈی پنا عورت کی تیار ہی ہے۔

حسنا۔ مگر محبت کی غلامی دُنیا کی بادشاہی ہے۔

صوِلت۔ حسنا سُن غور سے سُن۔

میری ہو مشتری ہونا زمین ہو مہر جمیں ہو تم

جہاں میں حُسن کی زینت ہو جس سے وہ جس میں ہو تم

مگر یہ دل کسی پیلے پہ بھڑوں ہو نہیں سکتا

تمہیں میں پیار کی آنکھوں سے دیکھیں ہو نہیں سکتا

حسنا۔ اد خدا او خدا انسان کتنا خود غرض ہے۔ صوِلت بے درد صوِلت

کیا یہی ہمدردی کا عوض ہے۔

یہ وہی سبب ہے۔ جو صدق و صفا کا گھر ہے

یہ وہی سبب ہے جو پاک خدا کا گھر ہے۔

کوئی شیشہ نہیں بچتا۔ نہیں تصویر نہیں
 دل کو مت توڑ ستم گر یہ وفا کا گھر ہے
 صولت۔ جب میرے پاس سونے اور چاندی کی اینٹیں موجود ہیں تو ایک ٹوٹے
 ہوئے گھر کا بتانا کیا دستور ہے۔ ۵

موتی کا صاف پانی پیروں کے صاف کنکر
 سونے کی زرد مٹی لعلوں کے لال پتھر
 سب کچھ ہے مانگ دو گدا دل کا مکان بنا تو
 کاغذ دیا ہے تو نے لے دولت جہاں تو
 حسنا۔ دولت او بے مروت صولت کیا تو میری وفاؤں کو روپیہ کے زور
 سے خریدنا چاہتا ہے۔ مجھے خود غرض بنانا چاہتا ہے۔
 صولت۔ کیوں تو انسان نہیں کیا روپیہ کا نام سن کر تجھے لالچ نہیں آتا۔
 حسنا۔ لالچ! او خود غرض۔ اس دقت تیری سمجھ چوکتی ہے۔ محبت دولت
 کی لالچی نہیں۔ بلکہ دولت کے نام پر کھوکتی ہے۔
 صولت۔ حسنا تو بالکل بے تمیز ہے۔ دولت پیاری۔ دولت خوبصورت دین
 کھوکنے کے لائق نہیں۔ بلکہ چوسنے کے لائق چیز ہے۔ جو ہر ایک فرد بشر
 کو عزیز ہے۔ ۵

خوشی راحت مزا آرام سب اسکے ہونے سے
 یہ وہ نعمت ہے جسکی مانگ سے یاں کرنے کوئی ہے
 میں سچ کہتا ہوں خوشی بھلا بھی سجدے میں گر پڑتا
 بنائے خاک کے بدلے اگر آدم کو سونے سے
 خوار دنیا میں ہوں عقیقی میں مگر بات سے
 اپنی دولت ہے وہی مر کے بھی جو ساتھ لے

صولت۔۔۔ اس باغ میں وہی گل غمی اختیار تھے
جن کے گلے میں لعل و جواہر کے ہار تھے
دارا و جم سکندر و خاقان کیفیاد
پاکل نہ تھے جو دولت و زر پر نشان تھے

حسنا۔۔۔ اگر دولت ہی کو لاندہ ال جانتے تھے تو بیشک وہ دیا نے تھے۔۔۔

جم اور دارا کا مال سارا زمین پہ یا چرخ پر کہاں ہے
بھرے تھے قاروں نے جو خزانے اٹھائے دیکھو اب نظر کہاں ہے
اندھیری قبروں میں چپ پڑے ہیں چراغ لعل گہر کہاں ہے
وہ رعب اور گھوڑے کہاں ہے وہ زر کہاں ہے وہ گھر کہاں ہے
جھکی تھے دولت سے جھگڑنے وہ آج کاسے پر سے ہوئے ہیں
وہ قبر میں ہیں اور ان کے گھر سونا کے تلے پڑے ہوئے ہیں

صولت۔۔۔ بس بس حسنا بس میں دولت کے سوا تیری خدمت کے عوض اور کچھ
نہیں دے سکتا۔

حسنا۔۔۔ میں دولت پہ لعنت بھیجتی ہوں۔

صولت۔۔۔ میں اس لعنت پر نفرت کرتا ہوں۔

حسنا۔۔۔ میں اس نفرت کو حقارت سے دیکھتی ہوں۔

صولت۔۔۔ حسنا تو مفلس و فقیر ہے۔

حسنا۔۔۔ مگر حسنا دل اور خصلت میں تجھ سے زیادہ امیر ہے۔

صولت۔۔۔ حسنا سن میں عیاں ہوں۔ بدعاش ہوں۔ بدتماش ہوں۔ تمام دنیا

سے ہٹا ہوں۔ مگر پھر بھی نواب اعظم کا بیٹا ہوں۔

حسنا۔۔۔ اس بلے۔۔۔

صلوٰت - میں عزت کی بربادی نہیں کر سکتا۔

حسنا - یعنی۔

صلوٰت - تو چور ہے اور میں چور عورت سے کبھی شادی نہیں کر سکتا۔

حسنا - کیا کہا سرکار میں چور اور تم سا بدکار۔

صلوٰت - کیا تم نے وہ عیبت نامہ نہیں چھرایا۔

حسنا - مگر مجھے چوری کرنے کے لئے کس نے مجھایا۔ ایک فرشتے سے کس نے گناہ کرایا۔

ایک سپردگی عادی ایماندار عورت کو کس نے ہسکارا تو سنئے اسے دولت مند مفلس تو

نے جس بد ذاتی سے بڑھ کر کوئی بد ذاتی نہیں جس بے ایمانی سے بڑھ کر

کوئی بے ایمانی نہیں جس دغا بازی سے بڑھ کر کوئی دغا بازی نہیں کس نے کی تو

سنئے۔ اور لوایب اعظم کے بیٹے کو سنئے۔۔۔ میں عیبت سے سرشار تھی۔ تجھ پر تشار

تھی۔ تیری مرضی کی فالجدار تھی۔ چوری کے لئے لاچار تھی۔ اُفت خور بصورت سانسوں

کو کیسی زہریلی باتیں یاد ہوتی ہیں او خدا او خدا آج مجھے معلوم ہو گیا۔ کہ مردوں کے

ہاتھ سے بچاؤ عورتیں کس طرح برباد ہوتی ہیں۔ نامراد رہتی ہیں۔ ناشاد رہتی ہیں۔

سے۔ دعائیں دی ہیں میں نے جب کوئی تو نے جتنا کی ہے

خدا ہی داد دے گا بے ونا جیسی ونا کی ہے۔

صلوٰت - وفا کیسی کہاں کی وفا۔ وفا محلوں میں نہیں۔ قلعوں میں نہیں امیر زادوں

میں نہیں۔ شہزادوں میں نہیں۔ پھر تجھے یہاں سے آئی اور تو نے کہاں سے پائی۔

حسنا - تو وفا کو غلط جگہ ڈھونڈ رہا ہے۔ امرت ظلمات ہی میں جا کر ہاتھ آتا ہے۔

وفا داری کا چراغ امیروں کے محلوں میں نہیں۔ غریبوں کی چھوٹی گلیوں میں جگمگا رہا ہے۔

صلوٰت - خیر میں ہی بے ونا ہوں بادشاہ ہے ایک تو

میں ہوں دنیا بھر کا بدخو اور بس ہے نیک تو

جیسی مجھ میں ہے کسی میں ایسی بد ذاتی نہیں
 چھوڑ دے چل دوں تو پھر کس لئے جاتی نہیں
 حسنا۔ ع۔ خیر جاتی ہوں مگر یہ ساتھ لے جاتی ہوں ہیں۔
 (وصیت نامہ چچین لیتی ہے)

صورت - اودغا باز

حسنا۔ ع۔ میں نے تجھے داغ پایا داغ دے جاتی ہوں ہیں۔
 صورت - ع۔ لا ادر کا غزوگر نہ لوں گا ظلم و جور سے۔
 حسنا۔ ع۔ بس وہیں بھڑو جہاں آجائے گا اک شور سے۔
 صورت - حسنا پیاری حسنا۔
 حسنا۔ پیاری تیری پیاری۔
 صورت - ہاں میری پیاری۔
 حسنا۔ کون۔۔۔ صورت۔ ماہ پارا حسنا کون؟

صورت - دل آدا۔

حسنا۔ پر کون۔

صورت - میری اچھی۔۔۔۔۔

حسنا۔ ارے پر کون

صورت - ع۔ ایسے وفا شعار سے ایسے ستم فریب۔

حسنا۔ ع۔ بے شک کیا فریب مگر تجھ سے کم فریب۔

صورت - ع۔ وہ چاہ وہ بناہ ترے دل سے بھل گئی۔

حسنا۔ ع۔ پہلے بھتی خواب میں مگر اب آنکھ کھل گئی۔

صورت - سہ تیری ان بے مہرلوں سے ہائے چھاتی چھین گئی۔

بخت واثول کی طرح حسنا بھی دشمن بن گئی۔

حسن کا چلا جانا)

صلوٰۃ - ع۔ یا اہلی کیا ہو اکبروں اس کی طبیعت پھر گئی۔

فضیلت - ع بندہ پروردگار کو پڑا کیونکر طبیعت پھر گئی۔

صلوٰۃ - ہائے فضیلت۔

فضیلت - حضور کس کا فضیلتا کہیں فضیلتا۔ کہاں فضیلتا۔ کب فضیلتا۔

صلوٰۃ - ہائے فضیلتا۔ میں مر گیا۔

فضیلتا - خدا آپ کو حیات نصیب کرے۔

صلوٰۃ - اب کیا کریں۔

فضیلتا - کفن خریدیں۔

صلوٰۃ - کہاں جائیں۔

فضیلتا - قبرستان میں۔

صلوٰۃ - ہائے ہم تو مر گئے معبود۔

فضیلتا - (سائڈ) واہ بیٹا مرود۔ کھا کر مرود مر گئے۔ مرود جن کی فاتحہ نہ درود۔

صلوٰۃ - ارے یہ کیا بڑا بڑا ہے۔

فضیلتا - نہیں فاتحہ پڑھا جاتا ہے۔

صلوٰۃ - ع ہائے سب کی نظروں میں اب میری عزت گر گئی۔

فضیلتا - ع اب تمہارے خانہ عزت میں جھاڑو کھر گئی۔

صلوٰۃ - ہائے فضیلتا اپنے عیش و عشرت کے دن گئے۔

فضیلتا - اس کا باعث حضور۔

صلوٰۃ - قسمت کا تیج تقدیر کا فتور۔ فضیلتا حسنا آئی تھی۔ اور وہ دستاویز ساتھ لائی

تھی۔ مگر واپس لئے گئی۔

فضیلت - واقعی حضور پر تو بہت ہڑا ہوا۔

صلوٰۃ - گلاب تو کوئی اپنی چال کی دکھا سکتا ہے؟

فضیلت - حضور میں میری چال کی تو بالکل لاچار ہے۔

صلوٰۃ - صلوٰۃ کیا قسمت کے جوئے میں میرے لئے ہار ہی ہار ہے۔

(عباسی کا سن)

عباسی - کھیل کا کچھ حضور نہیں۔ تجھے پانسہ پھینکنے کا شوق نہیں۔

صلوٰۃ - تو کیا میری نادانی میرا داؤں ہرائی ہے۔

عباسی - یہ وقت کھداڑی قسمت کی یاد کی تدبیر کے ہر ذل سے چلتی جاتی ہے۔

صلوٰۃ - میں مصیبتوں سے لاچار ہوں۔ اگر قسمت کے جیسے کی تدبیر صرف شیطان ہی کہ

مقدم ہے۔ تو میں اس کی خوشامد کرنے کے لئے بھی تیار ہوں۔

عباسی - شیطان کہتا ہے، اپنی عقل سے کام لو۔

صلوٰۃ - میری عقل بیکار ہو گئی ہے اس کے توجہ سے تدبیر کھ گئی ہے۔

عباسی - تو میری عقل سے کام لو۔ انسان اندھیرے میں بھٹ کر کھاتا ہے۔ اگر اس کے

چراغ میں تیل نہیں تو دوسرے سے مانگ کر اپنا کام چلاتا ہے۔

صلوٰۃ - تو شمع ہنکرا اُجالا کر دے میں پروانہ بن کر تیری روشنی میں چپوں گا۔

عباسی - یہ دنیا ایک میدان جنگ ہے جس میں عقل ترقی سے لڑ رہی ہے۔ ایک آدمی

کی غرض دوسرے آدمی کی غرض پر حملہ کر رہی ہے۔ ہاتھ پاؤں مدد کرتے ہیں۔ کمر

مرستے ہیں۔ اور زبردست نامرستے ہیں۔ اگر دُور اندیشی کو عقل کے ہتھیاروں سے

سجاکر میدان میں لاؤ گے۔ ہاتھ پاؤں ہلاؤ گے تو تم ضرور فتح پاؤ گے ورنہ اس جنگ

کی خوفناک جنگ میں ایک بے جان لاش کی طرح کچل دیئے جاؤ گے نامرادی ناکامی

اور مایوسی کے سوا کچھ نہ پاؤ گے۔

صولت - تمہارے تمام لغظ و ہشت پید کرتے ہیں۔

عباسی - انسان جب تک دہشت میں نہیں پڑتا۔ اس وقت تک گوہر بیکانہ ہاتھ نہیں آتا۔

جب تک سانپ کو مارنے کے لئے آواز نہیں ہوتا۔ تب تک خزانہ ہاتھ نہیں آتا۔

صولت - تمہارا مطلب؟

عباسی - آدمی کا دوسرا نام مطلب ہے۔ وہ اپنے دیار کیلئے کیم کے بیڑوں کو پامال کرتا ہے۔ وہ اپنی نڈا

کیلئے غریب جانوروں کو ہلال کرتا ہے۔ وہ دنیا کی تمام چیزوں کو اپنا خدمت گار بنال کرتا ہے۔

صولت - تو کیا اس سے بلند بنال کرنا چاہیے۔

عباسی - اسے ایسا ضرور کرنا چاہیے جو اڑتا نہیں وہ بلندی نہیں پاتا ہے۔ جو اٹا

بننے کی کوشش نہیں کرتا۔ وہ غلام بنایا جاتا ہے۔

صولت - اسے میرے دماغ پر حکومت کرنے والی ہیں اب کہا کروں۔ تقدیر سے

کس طرح لڑوں۔

عباسی - تم تم!

صولت - ہاں ہیں۔

عباسی - تمہیں راحت اور دولت درکار ہے۔

صولت - ہاں۔

عباسی - تمہارا ہاتھ زردا ہے۔

صولت - جی

عباسی - تمہارے پاس خنجر آبا۔ ار ہے۔

صولت - اُف۔

عباسی - تمہارے خنجر میں دھار ہے۔

صولت - تو

عباسی - تھوڑا جوش - ایک دار چھکڑا پار -

صولت - کیا خون -

عباسی - چپ - چپ -

صولت - عورت - عورت -

عباسی - غریبی یاد دولت -

صولت - مگر - مگر -

عباسی - (سرکشی میں) سنو خیر آبدار لو - میں عورت ہوں - مجھ سے مردانہ پن

اُدھار لو -

صولت - میں مرد ہوں -

عباسی - میں خوش ہوں -

صولت - بس - وہ -

عباسی - مرے گا -

صولت - مر چکا -

(دونوں کا جانا)

سین ختم

باب پہلا سین لڑاں نڈی

صولت عباسی اور فضیلتا لاجپ چاپ داخل ہونا

فضیلتا - رات سیاہ -

عباسی - وقت سیاہ بخت سیاہ -

فضیلتا - سہ سرد چین پہ قمری بد بیکش ہو رہی ہے -

بلبل چراغ گل کو گل کے سو رہی ہے -

عباسی - سہ خواب گراں ہیں دریا محبوس ہو گیا ہے

آپ رواں کو گویا کابوس ہو گیا ہے

صولت - سہ بزم جہاں کے ہماں آرام کو سدھارے

قصر قنک میں جا کر ہیں سو رہے ستارے

عباسی - دنیا سیاہ چادر اوڑھے ہوئے پڑی ہے

مردوں کے امتحان کی صولت یہی گھڑی ہے

چلو آج خنجر سے دو کام کرنا ہیں - تنہا - سہ باپ کے ساتھ حسنا کو بھی تمام

کرنا ہے - وہ دیکھو . . . وہ آرہی ہے -

رحنا کو سامنے سے آتے دیکھنا

صولت - ہاں وہی آرہی ہے -

عباسی۔ سب چھپ چوڑ۔ موت شکار کو دھوکا دے کر مار ہی ہے۔

(سب کا چھپ جانا۔ حسنا کا آنا)

حسنا۔ رات کی تاریکی نے تاروں کو دنیا کا گناہ نہ دیکھنے کے لئے چھپا لیا ہے۔ یہی وقت ہے۔ جب خیال ناپاک دلی میں بدی اگلتا ہے۔ یہی وقت ہے۔ جب مجرم گنہگار کے سینہ سے باہر نکلتا ہے۔ یہی وقت ہے۔ جب شیطان کی روح جاگتی ہے۔ یہی وقت ہے۔ جب ظالم کا خنجر مظلوم کے گلے پر چاہتا ہے اور اس کی گھر بھرتی ہوئی چنچ خدا کی طرف پناہ لینے کے لئے بھاگتی ہے۔ یہی وقت ہے۔ جب حقیقت نے ایمان کو بھگایا۔ اور میں نے وصیت نامہ چھپایا۔ چل بسا گو تیرا گناہ سخت ہے۔ مگر اس گناہ کا کفارہ ادا کرنے کا بھی یہی وقت ہے۔

(سب کا ظاہر ہونا)

صولت۔ کفارہ نہیں تیری موت کا وقت ہے۔

حسنا۔ اور خدا۔

صولت۔ بس ٹھہر جا۔

حسنا۔ اور احسان فراموش۔

صولت۔ بس خاموش۔

حسنا۔ ادب سے رحم کیا یہ خنجر میرا خون پینے کو تیار ہے۔

صولت۔ ہاں خون خون تیرا خون لذت دار ہے۔

حسنا۔ میں نے کون سا قصور کیا ہے۔

صولت۔ تو نے میری امیدوں کو چور چور کیا ہے۔

حسنا۔ صولت۔ صولت۔

صولت۔ وصیت۔ وصیت۔ بیوقوف عورت وصیت۔

حسنا۔ نہیں یہ تو کبھی نہ پائے گا۔

صورت۔ ہ۔ نہیں کیسی نہیں سن تو جو ما۔ آستین نکلی

زباں بھی کھاٹ ڈالوں گا اگر منہ سے نہیں نکلی

ترسے انکار کے نیچے کو یہ لہا مروڑ سے لے گا

تجھے دینا پرٹ پکا تجھ سے خنجر لے کے چھوڑ یگا

(وہ بیت نامہ چھپن لیتا ہے)

حسنا۔ او ظالم میں نے ہمیشہ تیرے ساتھ محبت کی۔

صورت۔ نہیں تیرے ہمیشہ میرے ساتھ عداوت کی۔

حسنا۔ او پر جفا میں تیری مدد کرتی ہوں۔

صورت۔ او پر وفا میں تجھ پر لعنت بھیجتا ہوں۔

حسنا۔ سفاک میں تیرے قدروں پر سر جھکا تی ہوں۔

صورت۔ ناپاک میں تیرے سر کو بھڑک مارنا ہوں۔

حسنا۔ ہ۔ اسے اندھیری رات تجھ سے بڑھ کے ہے یہ دل سیاہ

لے ستارو! میری بے رحمی پہ دکھتا تم نگاہ

لے زمین بہتا ہے۔ تجھ پر آج خون بے گناہ

لے فلک تو دیکھتا ہے حشر میں رہتا گواہ

ذیوان مرتی ہوں میں اور با وفا مرتی ہوں میں

اوفہ عادل خدا سن بے خطا مرتی ہوں میں

صورت۔ ع سن چکا۔ جھگڑا چکا۔ اب فر میں بد ذات جا۔

حسنا۔ رحم ظالم رحم۔

صورت۔ ہاں اب رحم اور تو ساتھ جا۔

(صولت کا حسنا کی مارتا چاہتا نواب اعظم کا آکر دوکنا)

نواب اعظم۔ بس خبردار۔

عباسی۔ صولت کیا دیکھتا ہے مار۔

(عباسی نواب اعظم کو مارتی ہے حسنا کھاگنا چاہتی ہے فصیح حسنا کو
دریا میں پھینک دیتا ہے)

دداپا سین

پاپا دوسرا

سین پاپا

جنگل

(اسفندیار کا سپاہیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے نظر آنا)

اسفندیار۔ (داخل ہو کر) ہوشیار۔ ہوشیار ہو جاؤ۔ خوشی سے سب پھول جاؤ۔

سروا۔ اس قدر خوشی کا اظہار کیا خبر لائے اسفندیار۔

اسفندیار۔ بہادر سردار جس غریب عورت کو ہم نے پانی سے نکالا۔ اب وہ اچھی طرح

ہنسی میں آئی ہے۔ اور اس کی باتوں سے معلوم ہوا کہ ہمارے آقا بیروز نامدار

کی ماں جالی ہے۔

سروا۔ کیا ہمارے آقا کی کوئی بہن بھی لھتی۔

اسفندیار۔ جی جناب آج سے بیس برس پیشتر۔ جب بڑے سرکار یعنی آقائے نامدار

کے والد پر بغاوت کا الزام لگایا گیا تھا۔ اور انکے ساتھ ان کے خیر خواہوں کو

بھی شہر بدر کرایا گیا۔ اس وقت اُن کے دو بچے تھے ایک دو برس کی لڑکی
حسن افزوہ اور ایک نو برس کا لڑکا فیروز لڑکا ہوشیار تھا۔ اس لئے حضور
اُسے ساتھ لائے تھے۔ اور حسنا کو بوجہ کمسنی اپنے جانی دوست نواب اعظم کے
پاس پرورش کرنے کے لئے سوئپ آئے تھے۔

سروا۔ کیا یہ وہی بچی ہے۔ جو ان عورت بن کر دیہا میں بہتی ہوئی بل گئی۔
اسفندیار۔ جی ہاں میرے صاحب۔

سروا۔ شکر ہے تیرا خدا تو نے مدت کے بچھڑے ہوئے بھائی بہن کو ملا دیا۔

گانا

سب کا۔ کردگار استوار۔ روزگار۔ کاروبار پر ہے اختیار۔ خاکسار خوار ذال ہم
ہیں گنہگار۔ تیرے آگے سر کی جھکائیں الم ستم تھا۔ ہم پہ دہم تیرے کرم
سے مل گئے تمام۔ رنج و غم۔ خوشی سے آج سارے دل ہم۔ تیرے آگے سر
کو جھکائیں کردگار استوار۔

(فیروز اور حسنا کا آنا)

فیروز۔ بس۔ بس۔

حسنا۔ بھائی فیروز یہ خدا کی مرضی ہے۔

فیروز۔ تو بہن حسنا وہ اس تلوار سے ضرور مارا جائے گا۔ یہ بھی خدا کی مرضی
ہے۔ کیا مجھ میں شر لہیوں کا خون نہیں ہے۔ اور جوانی کا جنون نہیں ہے۔
کیا میرے پاس تلوار نہیں ہے کیا میری تلوار کا دشمن شکار نہیں ہے۔
حسنا۔ بھائی بیشک تمہاری تلوار بھی برق ہے۔ مگر یہ تو سمجھو کہ اگر بُرائی
کا بدلہ بُرائی ہے۔ تو ہم آپ اور بُرائی کرنے والے میں پھر کیا فرق ہے۔
فیروز۔ بس چپ رہ آہ جس روز ظالم نے تجھ کو بہتے دریا کی پیر ستار ہو چلی کے

دامن کا کفن دیکر کھنڈر کے نابوت کے حوالے کیا ہوگا اس دن وہ سمجھتا ہوگا
کہ میرے گھر میں عید ہے۔ بیشک ہیں اپنے گھر میں بقر عید پاتا ہوں۔ اور
اس بقر عید کی خوشی میں صولت کی قربانی اپنے ہاتھ سے کرنا چاہتا ہوں۔

حسنہ۔ رحم رحم کہ میرے دلیر بھائی میرے شیر بھائی۔

فیروزہ۔ حسنہ میری عداوت میرے جہن ہے۔

حسنہ۔ مگر محبت زیادہ جوش زن ہے۔

فیروزہ۔ عداوت کا چہرہ جب اُلتا ہے۔ تو پھر دشمنوں کو بہالے جاتا ہے۔
حسنہ۔ اور محبت کا دریا جب جوش میں آتا ہے۔ تو دوستوں کو خوف کے
منہ بھارے سے نکال کر امن و امان کے کنارے پر جا پہنچاتا ہے۔

فیروزہ۔ میرے دریائے عداوت کی موج اس سنگدل سے ٹکرائے گی اور اس
کے ٹکڑے ٹکڑے اڑائے گی۔ اس کی بخش مستی کو ضرور مٹائے گی۔

حسنہ۔ مگر میری محبت کی چٹان ڈھال بن جائے گی۔ اور اُسے اپنی آڑ میں
ضرور چھپائے گی۔

فیروزہ۔ حسنہ مجھے انتقام لینے دے وہ تیرا ستانے والا ہے۔ اس کا دل موت
کی طرح بے رحم اور قبر کی طرح کالا ہے۔

حسنہ۔ یہ سچ ہے۔ مگر پیار سے بھائی یہ تو خیال کرو۔ کہ اس کے باپ ذیاب
اعظم نے مجھے اٹھارہ برس تک اپنے بچپن کی طرح پالا۔ اور پرورش کیا ہے۔

فیروزہ۔ آہ نواب اعظم کیا شریف نیک فیاض انسان والد مرحوم کا تنہا اور
سچا دوست تھا۔ ہمارا دال۔ وال اس کے احباب کا قرضدار ہے
انہیں باپ جتنا نیک خصالت تھا۔ بیٹا اتنا ہی ناہنجار ہے جہنم کا

سزاوار ہے۔

حسنا۔ بھائی باپ کی شرافت کا خیال کر کے بیٹے کی نالائق حرکتوں سے ضرور درگزر کرو۔
فیروزہ۔ درگزر کروں۔ اور اُسے بخش دوں۔ نہیں نہیں میں اُس سے ضرور بدلہ لوں گا
اور اس بدکردار کی سزا یا ضرور دوں گا۔

حسنا۔ کیا بدلہ تلواریں سے لیا جائے گا۔

فیروزہ۔ زہاں پھڑکا جواب پھڑکے دیا جائے گا نگرہ گا آہ تلوار کو تو اس کے باپ کے
احسانوں نے توڑ دیا۔ اب سزا دوں گا۔ لعنت کی بجھاڑوں سے ملامت اور
پھڑکاردوں سے۔ میں اُس کے پاس جاؤں گا۔ اُس کے سبب ظلم اس کے بڑے
دھمراڈوں کا اور اُسے اس قدر ذلیل کر کے آؤں گا۔ کہ جب تک اس دنیا میں
زندہ رہے گا۔ اپنی پا جیانہ حرکت سے شرمندہ رہے گا۔ مصیبتِ ذلت اور
دُکھ پانے کے لئے زندہ رہے گا۔

حسنا۔ یہ با و فسادں پہ جو اس طرح جھٹا کرتے ہیں
سخت بیدار ہیں ظالم ہیں بڑا کرتے ہیں
تو سلامت رہے آباد رہے شاد رہے
جب تک زندہ ہیں ہم تو یہ دُعا کرتے ہیں
سکانا

منجد حارہ تیار مری پار لگاؤ۔ ڈوٹی دُکھیا کو بچاؤ۔ مرج اُٹھے بھاری بھاری۔
چھپائی غم کی اندھیاری۔ نراسا کی آسا بندھاؤ آؤ۔ ستم کا چھل گیا ہے۔ آسا ہوا
دل پادہ پارہ۔ لٹا گھر در۔ زسار اچھا دل برد آسا رہا نہ اب کوئی سہارا۔
ہائے منجد حارہ تیار مری۔

سین خستہ

باب دوسرا

سین دوسرا

مکان عہاسی

رفضیتا کا آنا اور فیروز کا اس کو آنا ہوا دیکھ کر چھپ جانا
 رفضیتا - خود سے خود عرض یار کس کے - مطلب نکلا اور کھسکے - دنیا میں سگے باب
 اور کھائی پر بھروسہ نہ کرنا چاہیے - سیانا وہ ہے جو ہر وقت کیل کانٹے سے اپنے
 کو تیار کرے - موقعہ آپڑے تو سب سے پہلے وار کرے - اگر صولت آج میرا
 دم بھرتا ہے جو کہتا ہوں وہ کہتا ہے - مگر کل ہی بدل جاوے تو کیا دیر لگتی ہے -
 اس کو ہمیشہ کے لئے قابو میں رکھنا چاہیے - اور قابو میں رکھنے کی یہ تدبیر ہے کہ
 آج ہی وصیت نامہ میں چڑا لے جاؤں - جب اپنے حصہ میں سے چوتھائی
 مجھے بانٹ دے تو حوالے کروں - ورنہ نہ بتاؤں - اچھا اب کام شروع
 کرنا چاہیے -

(رفضیتا کا وصیت نامہ چڑانے کی نیت کرنا)

بس اب میں کاغذ کے ذریعہ سے چوناچ اُسے میں بچاؤں گا - وہی ناپے گا -
 (فیروز کا باہر سے آنا) اور چھپ جانا رفضیتا کا آہٹ پا کر گھبرانا مگر
 وصیت نامہ چڑانا -

فیروز (سناٹا میں) میں ناپ بچانے سے پہلے اس لوہے کے چوتے سے تیری کھ پٹی
 سہلاؤں گا - (صولت کا آنا)

عباسی - جہنم کیا ہے ۔

صوالت - آگ کا گھر ۔

عباسی - آگ کیا کرتی ہے

صوالت - انسان کو جلاتی ہے ۔

عباسی - جلنے سے کیا ہوتا ہے ۔

صوالت - روح کو تکلیف ہوتی ہے ۔

عباسی - تیرے روز میں نے گناہ کیا - اسی روز سے میں جہنم میں گرفتار ہوں ۔ دماغ

میں کوئی تیرا رہتا ہے ۔ سینہ میں کوئی ڈانگ اُتارتا ہے ۔ سوتی ہوں ۔ تیرے خلعت

ڈراؤنی مہیب شکلیں خواب میں آکر سناٹی ہیں ۔ جاگتی ہوں تیرے خوفی دغا باز خود

غرض عجیب عجیب قسم کی آوازیں کانوں میں آتی ہیں ۔ لے لے میرا سب کچھ لے لے ۔

مگر خدا کے لئے مجھے اندھیرے غار میں نہ دھکیو ۔

صوالت - دیکھ صوالت دیکھ اسے بھی تیری طرح گناہ ستارہا ہے ۔ ناپاک خیال دماغ

کے جہنم میں سزا دینے کے لئے بلارہا ہے ۔

عباسی - نہیں نہیں مجھے سانپوں کے غار میں نہ اُتارو ۔ مجھے آگ کے کورے نہ مارو ۔

میرے پاس وصیت نامہ نہیں ہے ۔

صوالت - کیا وصیت نامہ نہیں ہے ۔

عباسی - ہاں ہاں میرے پاس نہیں ہے ۔

صوالت - پھر وہی نہیں ہے ۔ وہ وصیت نامہ تو ہمیشہ اپنے سر ہاتھ کے نیچے کھتی ہوتی

دست لائے کئے نیچے ہتھکب بہاں تو سچ پچ ہی نہیں ہے کیا بربادی تباہی لائی ہے ۔

شاید کہیں الماری میں تو نہیں رکھ آئی میرے خدا میں مر گیا صوالت تیری حسب

امیدوں پر پانی پھر گیا ۔

(سین بدل کر جہنم نظر آنا۔ پھر اسی منظر میں تبدیل ہو جانا)
عباسی۔ خون چھوڑو۔ مجھے چھوڑو۔ میں آگ اور اندھیرے میں نہیں جانا چاہتی۔
صورت۔ عباسی وصیت۔

عباسی۔ چلے ہار دودھ جاؤ۔ مجھے نہ چھوڑو۔
صورت۔ وصیت عباسی وصیت۔
عباسی۔ کون صلیت کیا خواب تھا۔
(بہوش ہو کر گر جانا)

سین ختم

باب دوم

سین تیسرا

ایک دو تین والا بیان

(فضیلت کا انداز سے آنا۔)

فضیلت۔ اے واہ فضیلت تیری تقدیر کی خوبی
دل لایا اڑایا۔ تم ہی تقدیر کی خوبی

گانا

بڑا ہوں دانا۔ بڑا ہوں سیانا۔ بڑا رنگی جھنگی فرزانہ جلتا ہوں پرزہ سب
سے سیانا۔ میں آفت کا فتنہ فضیلت ہوں۔ آہ ہاں محمد بن کر گھر گالوں نمر وں اللہ
فانی اللہ گھر در سب چٹ کر ڈالوں جو یا تھ آیا سلیم اللہ۔ بڑا ہوں دانا۔
جب مجھے اچانک اس تمک پر قبضہ پانے کا خیال آتا ہے۔ تو بے اختیار پکار

اٹھتا ہوں کہ یا الہی سے

آج قسمت نے دیا کیا ڈال میری جیب میں
 آپڑا جو بنک آف بنگال میری جیب میں
 کل تو کوڑی کوڑی کا تھا کال میری جیب میں
 آج لاکھوں کا پڑا ہے مال میری جیب میں
 کل نہ تھا ایک سو ت کا رو مال میری جیب میں
 آج سوئے کے پڑے ہیں تھال میری جیب میں
 کل نہ لیا تھا مجھے عھوٹا دیا اور آج ہے
 آفتاب عزت و اقبال میری جیب میں

ہیں حیران ہوں کہ یہ پوٹھا ملحقین یہ گنج خاںوں لایا بھی تو کہاں سے خواہ وہ
 کم بخت جہنم سے لایا۔ مگر آخر کار کامیابوں کے آیا اب کوئی روئے یا پیٹے تم
 چین اڑاؤ میاں دھوئے۔

ہاں گھوڑ دوڑ میں جانا ہو گا۔ مگر نہیں گھوڑ دوڑ میں جانے وہ لے تو کھاتے
 کمانے کے بدلے مود کی کھاتے ہیں۔ جاتے وقت تو نیپال ناگن کی طرح کو دیتے اچھلتے
 چلتے ہیں۔ مگر آتے وقت مرلی گدھے کی طرح ڈھنچوں ڈھنچوں کرتے ہیں۔
 (وضیعت کا کھاگ جانا۔ فیروز کا آنا)

فیروز۔ آہ کم بخت بھاگ گیا۔

وضیعت۔ (آکر) ہیں یہ بلا کہاں سے نازل ہوئی اجی حضرت۔

فیروز۔ ہاں وہ شیر تھا۔ بڑا زبردست خونریز تھا۔ بارہ ہاتھ کا لمبا دلیر تھا۔

وضیعت۔ (ایک اور اندھیر کمبخت کیا خواب دیکھ رہا ہے۔ بارہ ہاتھ کا شیراجی میاں دلیر۔

فیروز۔ کیوں۔

فضیلت - یہ تو بتاؤ یہاں کا ہے کو آئے۔

فیروز - ہماری خوشی دل سے چاہا تو آئے۔

فضیلت - اسے واہ دے تہا دی خوشی - تمہارا دل چاہے گا - تو کسی کا کھانسی کاٹ لے۔

فیروز - بے شک خوشی ہماری۔

فضیلت - اچھی خوشی تھی۔

فیروز - اچھا اچھا نہ گھبراؤ۔ اب ذرا ادھر آؤ۔ ایک کرسی اٹھا لاؤ۔

کرسی لا کر دینا۔

فضیلت - اب کیا کروں یہ کمزور تو گلے پر لگا گیا۔ نیلام کے گھوڑے کی طرح ہیں پار گیا۔

اب یہاں نرمی سے تو کام نہ چلے گا۔ ذرا سختی سے پیش آؤں تو یہ یہاں سے ٹلے گا۔
سنو جی میں کہتا ہوں۔

فیروز - ہاں کہو میں سب سنتا ہوں۔

فضیلت - بس میں تمہیں حکم دیتا ہوں۔ کہ فوراً اسے پیشتر سے بھی پہلے میرے گھر سے نکل
جھاؤ۔ ورنہ میں پولیس کو بلاتا ہوں۔

ظلمتی دکھا کہ۔

فیروز - خبردار۔ ادھر بدکار۔ ورنہ ابھی یہ برقی شراب ہوگی۔ بیٹھے سے تیرے پار۔

فضیلت - ہائیں ہائیں یہ کیا ڈاکہ زنی کا ہتھیار۔

فیروز - ہاں ملک الموت کا مددگار۔

فضیلت - تو کیا یہ سچ پچ کا ظلمتی ہے۔

فیروز - جی ہاں یہ جان نکالنے کا شکنجہ ہے۔

فضیلت - چوہے میں جاسے تیرا ظلمتی شکنجہ

لینا دینا محنت کا یہ درو سر کیا لیا
دھکی جھے دیتا ہوں میں اس نے مجھے دھکا لیا

فیروز - کیوں کیا سوچ رہا ہے۔

فضیحا - میں یہ سوچ رہا ہوں کہ آپ نے یہاں کیوں قدم رنجہ فرمایا۔

فیروز - شکار کو۔

فضیحا - اگر آپ کو شکار کا شوق ہے تو پھر آپ شکار گاہ کی طرف تشریف لے جائیے۔

فیروز - نہیں۔

فضیحا - نہیں تو کسی جنگل کی طرف جاؤ۔

فیروز - نہیں۔

فضیحا - نہیں تو جہنم کی سیر فرمائیے۔

فیروز - نہیں میرا دل تو تمہارے شکار کو چاہتا ہے۔

فضیحا - بسا بیٹس ہائیں میرا شکار۔

فیروز - دیکھ میرے ہاتھ میں کیا ہے دیال۔

فضیحا - آگیا بے نال آدمی کے جی کا کال۔

فیروز - ہاں اس پر نظر رکھو۔

فضیحا - صاحب ذرا مہربانی فرما کر اس کو ادھر ہی دیکھئے مگر یہ بھری سے یا خالی؟

فیروز - دیکھ یہ پستول دو نالی - چار میں گولیاں ہیں - اور ایک خالی - لیکن تم نہ

گھبراؤ - یہ میرے حکم کے بغیر کچھ نہ کرے گی - جب تک میں ایک دو تین نہ کہہ نکا۔

تب تک ایک گولی نہ چلے گی۔

فضیحا - گولی چلے یا نہ چلے مگر میرا تیرم تمہاری باڈی سے ہی نکل چلا۔

فیروز - اچی ڈرو نہیں میں تمہیں قتل کر کے چلا جاؤں گا۔

فضیحا - (دسائڈ میں) واہ یہ تو قتل کرنا ذرا اسی بات بتاتا ہے ظاہر ہے۔ کیلچھ

کتا بلی سمجھ رہے۔

فیروز - رکبہ میں ایک دو تین کر کے پستول چلاؤں گا اور تمہارے سر کا نشانہ بنا ڈینگا۔
فضیحتا - ہیں ہیں یہ آپ کیا کرتے ہیں۔ کار زبون۔

فیروز - کچھ نہیں فقط تمہارا خون۔

فضیحتا - یہ تو فقط تمہارا خون۔

فیروز - ہاں بس یہی مضمون۔

فضیحتا - مگر بے خطا مارنے سے تمہیں کیا حاصل۔

فیروز - میری مرضی اور شوقِ دل۔

فضیحتا - مگر صاحب یہ شوق بہت بر ہے۔

فیروز - سب سے برا سو یا بھدا۔ جب تم کو شوق ہوا تو تم نے خون بہایا۔ اور اب ہمارے
شوق کے پورا کرنے کا وقت آیا۔ چلو اب سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ ایک، دو تین۔

فضیحتا - اے باپ سے لینا ایک نہ دینا دو۔ اجی کھڑے بیٹے جناب۔

فیروز - ارے چپ اپنے گناہ سے توبہ کرے۔

فضیحتا - پر میں نے گناہ ہی کونسا کیا ہے۔ جو مار مار کر توبہ کر سکتے ہوں۔

فیروز - تیرے گناہ نہیں کیا تو پھر مرنے سے کیوں جی چڑاتا ہے۔ ارے مرنے والا تو

سیدھا جنت کو جاتا ہے۔

فضیحتا - جب موت آئے گی۔ تو میں مرجاؤں گا۔ موت سے پہلے کیسے مرجاؤں گا۔

فیروز - فرض کرو میں ہی تمہارا ملک المیت ہو جاؤں۔ ایک۔ دو۔

فضیحتا - یا اللہ بچائیو اسے بندہ خود کچھ تو خوف خدا کرو۔

فیروز - چپ چپ تو نے جب قتل کا موقع پایا تھا۔ اس وقت تیرے دل میں بھی کچھ خدا

کا خوف آیا تھا؟

فضیحتا - صاحب میں نے کس کا قتل کیا ہے؟ میں نے تو کبھی اپنے ہاتھ سے ایک چوہی

کو بھی نہیں مارا۔

فیروزہ سچے سچی کہتی نہیں مارا ہے۔ مگر ایک انسان کو تو موت کے گھاٹ اتارا ہے۔ چلو
اب اپنی زندگی کے جہاز کا لنگر اٹھاؤ۔

فصیحنا۔ ارے یہ کون سی انسانیت ہے میرے چچا۔

فیروزہ۔ چلو اب عدم آباد کو بچہ ایک دو تین۔

(پستول مارتا)

فصیحنا۔ ارے ہائے ارے میں مر گیا۔ ارے دیہ نالی پستول مار دی اور گولی میرے
پیٹ میں اُتار دی۔ ہائے میری جان گئی۔ ارے میں مرجاؤں۔ ایک دو تین۔

فیروزہ۔ کبھت کیا مکاڑ ہے۔ میں نے خالی فیر کیا۔ اور اس نے سچ پچ ہی اپنا حال
غیر کیا۔ ابے اٹھ ایک ہی گولی میں مر گیا۔ ابھی تو تین گولیاں اور چلاؤں گا میرا بٹم

اب ذرا اس کو بتاتا ہوں۔ ظاہر اب میرا کام پورا ہوا۔ اب جلدی یہاں سے فرار
ہو جاؤں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ خون کے الزام میں گرفتار ہو جاؤں۔

(فیروزہ کا جانا)

فصیحنا۔ ایک دو تین ہمت تیرا باپ مرے۔ کبھت نے ایک دو۔ تین کر کے میری
جان آدھی کر دی۔ آخر کو فرار ہوا۔ اور میرے دل کو قرار ہوا اب مجھے کوئی
نہیں مار سکتا۔

(فیروزہ کا دوبارہ آنا)

فیروزہ۔ مار سکتا ہے۔

فصیحنا۔ باپ ارے پھر آیا۔

فیروزہ۔ ارے واہ بہ تو اچھا سرائنگ لایا۔ ایک۔ دو۔ تین۔

فصیحنا۔ ارے صاحب اسے رہنے دو۔

فیروز - کیوں او مرد و دو تو مر گیا تھا۔

قصیدتھا - ہاں مر تو گیا تھا۔ مگر دم لینے کو پھر زندہ ہو گیا ہوں۔

فیروز - خیر اب میں تیرا پورا بند و بست کروں گا۔ تیرا گلا کاٹ کے قبر میں دفن کروں گا۔

قصیدتھا - دیکھتے تھا حب تھا یہ اشق پورا ہو گیا۔ اب تو میری جان پر ستم نہ توڑو۔

برائے خدا اب میرا بچھا چھوڑو۔

فیروز - خیر مجھے تیری منت و ناری پر رحم آتا ہے۔ مگر ایک شرط سے تیری جان

بخشتی کا وعدہ کیا جاتا ہے۔

قصیدتھا - فریادے۔ فریادے۔ جلد فریادے میں آپ کی شرط ہر طرح سے ماننے کو

تیار ہوں۔

فیروز - مگر خبردار دیکھنا مجھے دھوکا دیا تو پھر ایک۔ دو۔

قصیدتھا - بار۔ بار۔ ایک دو۔ جی بس اس کو پھینک دو۔

فیروز - نہیں نہیں میں تو تجھے یونہی خبردار کرتا ہوں۔

قصیدتھا - اچی بس تو بالکل خبردار ہوں۔ مگر اس اکیا ہتال سے ذرا بیکرا ہوں۔

فیروز - میں تو یونہی دل لگی کرتا ہوں۔

قصیدتھا - پر میں تو بے موت سرتا ہوں۔

فیروز - اچھا تو اب ادھر آؤ۔ مجھ سے نہ ڈرو۔

قصیدتھا - پہلے ہر بائی کر کے اس اپنے ایک دو کی غلاف میں کرو۔

فیروز - اچھا یہ لے اب چلو تمہارے پاس جو وصیت نامہ ہے وہ تم مجھے دے دو

قصیدتھا - بس آپ نے کیا فرمایا؟

فیروز - جو وصیت نامہ تو چرا کر لایا۔

قصیدتھا - میری سمجھ میں نہ آیا۔

فیروز - تو پھر میں سمجھاؤں۔

قصیدتھا - یہ سمجھنا ناکیا

فیروز - پھر یہ بتہ بالا کیا۔

قصیدتھا - جناب میرے پاس وصیت نامہ کہاں سے آیا۔ آپ نے یہ کیا سنا یا۔

فیروز - جہاں سے تو لایا۔

قصیدتھا - ہاں یہ تو میں جانتا ہوں۔

فیروز - یہ میں مانتا ہوں۔

قصیدتھا - اچھا دنا سوتھ لیں۔ بھائی سچ کہتا۔ میں نے کس کا وصیت نامہ چرایا تھا۔

پاکستانی کاغذ میرے ہاتھ آیا تھا۔ نہیں لھلا میں اور چوری کر دی تو بہ تو بہ (سائلر)
مگر اس سے میرا فریب نہیں چلے گا۔

بہتر ہے کہ میں یہاں سے روف چکر ہو جاؤں۔ کسی طرح سے اس ایک دو تین
سے اپنی جان بچاؤں (فیروز سے) ہاں ہاں مجھے بناتے کیوں ہو کیا آیا آیا۔

سکا۔

فیروز - خبر داد۔

قصیدتھا - خدا جانے اس جان لیوا چتر کا بنانے والا کون مردود ہرگا۔ نہ پستول بناتا
اور نہ مجھے ایک دو تین۔ کر کے ڈراتا۔

فیروز - اسے اب یہ کوسنا کاٹنا رہنے سے جلدی کر نہیں تو دیکھ ایک۔ دو تین۔
قصیدتھا - کیوں صاحب گھڑی گھڑی ایک دو تین کر کے مجھے کیوں ڈراتے ہو۔ مارنا
ہے تو ایک دفنہ مار دو۔

فیروز - جب تو خوشی سے مرنے کے لئے تیار ہے تو مجھے کب انکار ہے چاہو۔ ایک دو۔
قصیدتھا - اسے بولو۔ بار دیہاں کوئی آٹھ آٹھ آٹھ کا وکیل یا بیرسٹر ہے جو تدبیر بتائے

تو میں اُسی پر عمل کروں۔ اور مجھے اس موزی کے پنجے سے چھڑائے۔

فیروز۔ تو پھر وہ نوشتہ نکال۔ اب تک کیوں نہیں۔

فضیحتا۔ نکالتا ہوں بابا نکالتا ہوں۔

فیروز۔ اب کیوں بدحواس ہو گیا۔

فضیحتا۔ مارے لائے میرا ڈسٹیا ناس ہو گیا۔ وہ نوشتہ تو کہیں کھد گیا۔

اجی صاحب میں بازار میں روٹی کھانے گیا تھا۔ تو وہاں کسی نے میری جیب

سے نکال لیا۔

فیروز۔ کیوں پھر وہی حال چلتا ہے۔ دیکھیں تو تیری مٹھی میں کیا ہے۔

فضیحتا۔ جی کچھ نہیں اس میں کیا ہے۔

فیروز۔ اودنا شعار خبردار یہ جزدان کھول۔ نہیں تو چھوڑتا ہوں پتھول۔

دوھیت نامہ لیکر، اچھا چاہیں نے کچھ زندہ چھوڑ دیا۔

فضیحتا۔ دم نکال لیا۔ اور مردہ چھوڑ دیا۔ اچھا رتنا تو بتا دو۔ کہ آپ کون صاحب ہیں

اور یہ وصیت نامہ آپ کے کس کام آئے گا۔

فیروز۔ یہ میرے کسی کام میں نہیں آئے گا۔ جس طرح ایک سے دوسرے کے پاس ہے۔

اسی طرح دوسرے سے تیسرے کے پاس جائے گا۔

فضیحتا۔ یعنی۔

فیروز۔ یعنی رھنہ کے پاس۔

فضیحتا۔ ہائیں۔

فیروز۔ کیا ہو اب حواس؟

فضیحتا۔ میرا ڈسٹیا ناس ہو گیا۔

فیروز۔ ابھی کہاں سن

۵۔ کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کو اس ہاتھ ملے یہ سدا دست بکشتی ہے

فضیلتا۔ اچی حضور بہ خواہ مخواہ کی زبردستی ہے۔

فیروزہ۔ خبردار۔ ہمیشہ رہتا ایک۔ دو۔ تین۔

وختیختا۔ ۵ افسوس گنتے رہ گئے ہم ایک دو تین

وہ دے کے اڑ گیا ہمیں دم ایک دو تین
گنج شہانہ ہاتھ سے آکر نکل گیا

پلے رہے نہ دام و دم ایک دو تین۔

میں تو نہ چھوڑتا اُسے پر ہاسے کیا کروں

دیتے تھے محجو کج رنج و الم ایک دو تین

اک ایک وہ تھے دوسرا طعنہ شرفشاں

ادرتیری صدائے ستم ایک دو تین

خداوند امری شادمانی کیا نیلام کی بولی بھٹی جو پیرے ایک دو تین پر ختم ہو گئی۔

صبح دم مرتع سحر بیل اٹھا ککڑوں کوں

دل گیا مال گیارہ گئے ہم ٹسڑوں کوں

باب دوسرا

سین چوٹھا

محفلِ رخصت

(رخصتہ کا مہم سہیلیوں کے آنا)

(سہیلیوں کا گانا)

نائیں مایوں سی سکھی سی۔ کیوں سمجھاوے گا ہے راٹ بچا دے تو ہے لاج
نہ آئے۔ تیرے قربان بنتی مان متوا دی من پیاری۔ باہاری ہم واری تازہ
ادا کی ہے۔ جب فوج ساتھ تیرے چہرے کھانے کی ہے کون باتیں نہ
مانوں گی گھر دے گھر گھر جیادہ المرزے ڈر سے نائیں مایوں۔

سہیلی۔ اے حضور آپ کی ہرٹ بھی دنیا سے نرالی ہے۔ کسی سے دو تین باتیں
کر لینا کوئی گالی ہے۔ آپ نے میرے جیسی طابعت خاک کیوں کر ڈالی ہے۔
رخصتہ۔ مگر تو جانتی ہے۔ کہ مجھے تو مردوں سے سخت نفرت ہے۔

سہیلی۔ یہ تو سچ ہے۔ لیکن ایک شریف آدمی کو دروازے سے ٹال دینا یہ
بھی خلافِ مروت ہے۔

رخصتہ۔ مگر تو نے یہ کیسے جانا کہ وہ شریف ہے۔

سہیلی۔ رنگ سے ڈھنگ سے چال سے ڈھال سے آن سے بان سے۔ چہرے
کی شان سے۔ طرزِ زبان سے۔ شریفوں میں جو شرافت چاہیے اس

شان سے۔

رضیہ - تو پھر ملا لیں -

سہیلی - شرافت خوش ہوگی -

رضیہ - اور نہ لولوں تو -

سہیلی - انسانیت نا خوش ہوگی -

رضیہ - لیکن انسانیت کو خوش رکھیں تو میری ضد خفا ہوتی ہے -

سہیلی - مگر ضد رکھئے گا - تو مردوت بگڑ کر ہوا ہوتی ہے -

رضیہ - بھئی جی تو نہیں چاہتا خیر ملا لو - ہاں اری سن بھلا تو یہ نہیں کہہ سکتی کہ جناب تقویٰ دیر کے بعد آنا -

سہیلی - میں حضور آپ کو بھی مانا - اسے حضور وہ کوئی فقیر ہے - جو کہ دونوں کے ساتھ جی ذرا ٹھہرے گا -

تو سہیلی کا باہر سے فیروز کو لانا

فیروز - بے عصمت صبا و حسن کو تعظیم عرض ہے -

خاتون ذی وقار کو تسلیم عرض ہے -

سہیلی - سنا حضور -

فیروز - اللہ سے غرور - ع - بندہ پرور مزاج اچھا ہے -

رضیہ - ع - ان سے پوچھو کہ مدعا کیا ہے -

پہلی سہیلی - حضور ہماری حضور ارشاد کرتی ہیں -

فیروز - کیا ارشاد کرتی ہیں -

پہلی - کہتی ہیں کہ خاموشی سے دل سرو ہے آپ تقریر سے گزائیں اور آپ کا کیا نام ہے - کیا

کام ہے - کیوں آئے ہیں - اور آپ یہ فرمائیں کہ کیا ارشاد ہے -

فیروز - نہ مان سے کہو کہ خود پوچھیں ذرا تو بدوشبستان سخن میں کیا شمع زبان رکھ گئی خانہ میں -

پہلی - ع - اظہار سے مطلب ہے کہ فکر اسے مطلب -

فیروز - ع - حضرت سے نہیں ہم کو ہے سرکار سے مطلب -

پہلی - عجیب کنیڈے کا مرد واسے -

دوسری - اچی حضرت اس میں عجب کیا ہے۔ آپ اظہار حال کریں۔
فیروز - اپنی بیگم سے کہو کہ خود سوال کریں۔

پہلی - اور میں جو سوال کرتی ہوں۔

فیروز - تمہارے سوال کا جواب میرا ذکر دیکھا۔ کیا میں کوئی غلام ہوں۔ جو لونڈی باندیوں سے ہر کام کرے۔
دوسری - سچ پچ یہ کوئی بڑے تھان کا معلوم ہوتا ہے۔

فیروز - لیجئے ملاقات تمام۔ ایسے بڑا دکھ سات سلام۔

پہلی - اچی کھڑو کھڑو۔

فیروز - نہیں نہیں تجھے جانے دو۔

دوسری - اسے حضور آپ ہی پوچھ لیجئے نا۔ اتنا کہن بھی کیا ضرور ہے۔ مہمان نوازی تو دنیا کا دستور ہے۔
رضیہ - خیر میں خود پوچھتی ہوں۔ اور اس گھر آئی بلا سے پھیا پھراتی ہوں۔ لیجئے جناب میں حاضر ہوں۔
فیروز - اللہ - اللہ کیا عالم ہے۔ اس شخص پر جتنا غرور ہو کم ہے۔
رضیہ - جناب کیا کہنا ہے فرمائیے۔

فیروز - بے ادبی محاف آنکھوں سے پردہ اٹھائیے۔

پہلی - آپ کیئے نا مہربان باتیں آنکھیں سنتی ہیں یا کان۔

فیروز - آنکھ سے آنکھ ملا کر جو بات سنی جاتی ہے وہ بہت جلد سمجھ میں آ جاتی ہے۔

دوسری - دیکھا بہن مردو سے اسی چال سے عورتوں کو پھنساتے ہیں۔ اسی ہی باتوں سے اپنی ۱۵ پٹائی پرید۔

رضیہ - خرائیں آپ آئے ہیں کس کام کے لئے

یہ وقت خاص ہے مرے آرام کے لئے

فیروز - غفلت نے سب تلف کیا قدرت نے جو دیا

آرام کیا آپ نے آرام کھو دیا

آیا چرایا لے گیا دشمن نکال کر

لایا ہوں اس سے چھین کے رکھیئے سنبھال کر
روحیت نامہ دینا

رضیہ - اسے یہ تو وہی کھو یا ہو اوصیت نامہ - دغا - فریب دھوکا مکاری دوڑو - دوڑو - چور چور -
 پہلی - ہائیں ہائیں پیگم کیسا شور کیوں چلاتی ہو - ناحق محلہ والوں کو بھاتی ہو -
 رضیہ - اری مرنی آج پتہ بتایا کہ اسی نے وصیت نامہ چھریا دیکھو چور نکل جائیگا - جلدی پلےس کو بلاؤ -
 دوسری - ہوش میں آئیے کیا چور ایسے ہوتے ہیں -

رضیہ - اور کیسے ہوتے ہیں -

پہلی - اسے جناب یہ رعب یہ داب یہ آب یہ تاب یہ صیرت یہ سیرت یہ وضع یہ قطع یہ شان یہ
 زبان یہ ترکیب یہ تہذیب یہ اخلاقی یہ اشتقاق اور چور کا ان پر اشتباہ خدا کی بناہ -

رضیہ - یہ سچ ہے مگر

دوسری - کیا اگر مگر آپ نے بھی غضب ڈھایا - اگر اسی ثمر لھیا آدمی نے چرایا تو پھر واپس دینے کیوں آیا -
 فیروزہ - بھئی واہ - سہ عنایت ہوتا ایسی ہوسروت ہوتا ایسی ہو

کسی کے گھر میں مہمانوں کی دعوت ہوتا ایسی ہو

رضیہ - ہے ہے میں نے گھر ہٹ میں یہ کیا کیا - اری تم دونوں مڑ کیا دیکھتی ہو اب اس صافحت کا علاج کرو -
 پہلی - پلےس کو بلاؤ -

رضیہ - مجھے دل لگی میں نہ اڑاؤ -

دوسری - شکیں بند ہواؤ -

رضیہ - آخر کوئی صورت تلافی -

پہلی - ہاتھ جوڑ بیٹے اور مانگیئے معافی -

رضیہ - اسے واہ میں معافی مانگوں اور ہاتھ جوڑوں -

دوسری - ہاتھ نہیں جوڑتیں تو پھر پاؤں پڑیئے اب آگے بڑھیئے -

رضیہ - تو تو جوتیاں کھائے گی - چھتاؤ کس دن کام آئیگی - چا اور میری طرف سے معافی چاہ -

پہلی - اسے میں کیوں جاؤں -

رضیہ - تو کیا میں معافی چاہوں اور ان کے آگے گرھکڑاؤں -

دوسری - بیشک آپ ہی کا تو قصور ہے -

رضیہ - مگر میرا قصور ہے اور معافی بھی میں مانگوں۔ یہ کیا ضرور ہے؟
 پہلی - یہ بھی خوب ہے، وہ موتی الٹی ہوا چلنے لگی ہے اب زمانے میں
 خطابی بی کرے لونڈی پر اسے ہجڑا چکانے میں

دوسری - حضور عالی

فیروز - کیا کوئی اور سزا نکالی۔

پہلی - ہماری بیگم صاحبہ سے آپ کا قصور بڑا معاف کیجئے۔

فیروز - بس اب چاہیے معاف کیجئے۔

دوسری - حضور یہ تو متانی کا نام سن کر تڑپیں آگئے۔ میں ایسوں سے درگزری آپ جیسے اور کچھ

رضیہ - مردار تجھے شرم نہیں آتی ہے۔ ایک اجنبی آدمی سے بڑھ کر آتی ہے۔

پہلی - جیسے تو سہی۔ کچھ غصہ سے کیا قبول صورت پائی ہے۔ گویا گلشام کا چھوٹا بھائی ہے۔

دوسری - مگر ہماری بیگم بھی سب پر یہی سے کم نہیں۔

رضیہ - نگور پوتم دونوں میں ذرا شرم نہیں۔

اسے قربان واقعی حسن ہے۔ یا خدا کی شان۔ جناب عالی۔

فیروز - حضور والا۔

رضیہ - آپ کیا خیال فرما رہے ہیں۔

فیروز - اپنی غلطی پر متراہ ہے ہیں۔

رضیہ - مجھے اپنی حماقت پر رونا آتا ہے۔

فیروز - اور مجھے آپ کے رونے پر ہنسی آتی ہے۔

رضیہ - آپ مجھے شراتے ہیں۔

فیروز - اور آپ مجھے بناتی ہیں۔

رضیہ - میں اپنے برے دوست سے سخت شرمسار ہوں۔ قصور وار ہوں۔ متانی کی خواستگار ہوں۔

فیروز - باتو اگر ایسے خوبصورت لفظوں میں متانی مانگی جائے تو کس کی دینے سے انکار ہوگا۔

رضیہ - آپ یوں فرمائیں گے تو خطا وارد دل اور بھی شکر گزار ہوگا۔

فیروزہ۔ اس شکریہ گزاری کا شکریہ یہ مگر وصیت نامہ سے آپ خبردار رہیے۔ عرض یہ ہے کہ صولت اور خجینہ سے بھی ہوشیار رہیے۔

رضیہ۔ یہ وصیت نامہ کس سے آپ کو ہاتھ آیا۔

فیروزہ۔ معاف کیجئے میں ابھی یہ نہیں بتا سکتا کہ یہ کس سے لایا کہاں سے پایا۔ وقت آئیگا۔ تو آپ کو سب کچھ معلوم ہو جائے گا لیجئے تسلیم۔

رضیہ۔ اتنی جلدی خدا کی قسم آپ کے جانے سے تو محفل سونی ہو جائے گی۔

پہلی۔ محفل تو نہیں البتہ عشق کے قریب کی گری دوئی ہو جائے گی۔

فیروزہ۔ سحر زبانو مجھے ایک نہایت ضروری کام الوداع کہنے کے لئے مجبور کرتا ہے۔ ورنہ چلتے ہوئے چاند کھلے ہوئے پھول اور چمکتی ہوئی قمری کے پاس سے جدا ہونا کون خوشی سے منظر کر سکتا ہے۔ اور اپنا دل رنجور کر سکتا ہے۔

رضیہ۔ تو میں ہر رکھوں کہ آپ اس غریب خانہ پر دوبارہ تشریف لے جینگے ضرور دہرائی فرمائیں گے۔

فیروزہ۔ اچی ہم تو سپیدھے مسلمان ہیں جب ایک بار جنت کا پتہ مل گیا تو ہزار بار آئیں گے۔

رضیہ۔ میں آپ کی تشریف آوری سے خوش ہوں گی۔

فیروزہ۔ آپ خوش ہوں گی تو میں اپنے نصیب کو مبارک باد دوں گا۔

رضیہ۔ آپ تمام مردوں میں ایک مرد ہیں۔

فیروزہ۔ آپ تمام عورتوں میں ایک عورت ہیں۔ اچھا یار رکھیں گے کہیں بھول نہ جائیگا۔ بہر حال۔

رضیہ۔ آپ کبھی؟

فیروزہ۔ بندگی۔

رضیہ۔ خدا حافظ۔

(دو گانا)

فیروزہ اور رضیہ

شادمان شادمان ہرمان جاگ میں تم سکھ پاؤ سکھ پاؤ جادو آ آ آ آؤ۔ یار کرونگی صبح و

شام۔ مجھ کو سمجھئے غلام یاد رکھوں گی میں دامن لیجئے۔ میرا سلام شادمان شادمان۔

آن ملا تھا اک پردہ سی بھول نہ اس کو جانا جی درشن بن نہ سیں گی۔ انکھیاں پھر مٹھڑا

سیت ختم

باب دوسرا سیس پانچواں محل عباسی

(عباسی کا سینے نظر آنا حسنا کا آنا)

حسنا ۔ روز کی طرح آج بھی گہری نیند میں ہے ۔

کنیز ۔ ہاں روز کی طرح آج بھی گہری نیند میں ہے ۔

حسنا ۔ خوفناک ۔ مرض ۔

کنیز ۔ پہلے سرکار کا نام لیکر پکارا پھر پہننے کیلئے سیاہ چوڑا بنا اس کے لپٹ لپیٹ اٹھایا ۔ پھر

میز کی دراز سے خنجر نکال کر کمر سے لگایا ۔ پھر خواب گاہ سے چلتی ہوئی دیوان خانہ میں آئیں ۔

پھر گھبراہٹیں ادد وہاں سے لوٹ کر صحن میں آئیں کچھ دیر بٹھریں ۔ پھر بڑھیں ۔ پھر رگیں ۔

پھر مڑیں پھر رینگتی ہوئی غدار خانہ میں پہنچیں ۔

حسنا ۔ وہاں کیا کیا ۔

کنیز ۔ اس قدر رگڑ رگڑ کے ہاتھوں کو دھویا کہ اگر اتنے پانی سے کسی جھنڈی کو بھی نہلاتے تو اس

کے قدرتی رنگ و روغن ضرور دھل اور صاف ہو کر بدل جاتے ۔

حسنا ۔ یہ سب کچھ نیند میں کرتی رہی ۔

کنیز ۔ مردوں کی سی نیند میں ۔

حسنا ۔ خدائی انتقام ۔

کنیز ۔ دیکھئے دیکھئے وہ ادھر سی آرہی ہے ۔ اس کی حالت سکی بد کرداری کا خاکہ ڈرا رہی ہے ۔

حسنا ۔ قسم ہے ۔ اس صانع قدرت کی وہ گہری نیند میں ہے ۔

کنیز - سنیے کچھ بولتی ہے یا ویسے ہی کسی چیز کو ٹھٹھاتی ہے۔
عباسی - بھادو میرے پیارے بھادو۔ میں تم سے کہتی ہوں یہ چراغ اب بجھا دو۔
کنیز - سنتی ہو۔

عباسی - پورا اندھیرے میں آتا ہے۔ گناہ روشنی میں پہچان لیا جاتا ہے۔ اندھیرا وقت کو اندھا بناتا ہے۔ بھادو اب چراغ بجھا دو اسے ابھی تک یہ باقی ہے۔
کنیز - دیکھو دیکھو وہ اپنے ہاتھوں کو کس طرح رگڑ رہی ہے۔
حسنا - کہوت اس کی دھم دیکھا ہے کہ ذاب اعظم کے بیگناہ خون سے اپنی ناک اس کا ہاتھ بھرتا ہے۔
عباسی - اسے لعنتی داغ دے دو رہو میں کہتی ہوں۔ (گھڑکی کی آواز سنائی دیتی ہے)
ایک - دو اسے ابھی وقت ہے۔ کام کا بھی وقت ہے۔ شرم شرم میرے پیارے شرم
مرد کے پیٹے میں عورت کا دل کون دیکھتا ہے۔ کس کی معصومیت ہے۔ کیسے خیال تھا۔
کہ لہو سے جسم میں اتن خون ہوگا۔

حسنا - جتنا سے خیال شمار ہے۔ اس سے زیادہ جہنم بھی گنہگار کو تکلیف نہیں دے سکتا۔
عباسی - کیا یہ ہاتھ کبھی صاف نہ ہوں گے کیونکہ دنیا کے تمام سمندر بھی مل کر میرے ہاتھ سے یہ
خون کا داغ دھو سکتے ہیں۔ میرے صاحب تم چوتک کر رہ جاؤ دو گے۔ کانپ نہیں۔
زرد نہ ہو۔ داغ۔ لہو کا۔ لہو کا داغ۔ سرخ داغ۔

حسنا - کہوت عورت انسان اس سے زیادہ اپنے دشمن کو کیا سزا دے سکتا ہے۔
عباسی - صورت کے گھر میں ایک عورت تھی۔ وہ اب کہاں ہے۔ اب ابھی تک خون کی بو
آ رہی ہے۔ دنیا کے ہر قسم کے عطر اس ہاتھ کو خوشبو والہ نہیں کر سکتے۔ کون ہے چھری چھینک
ہاتھ دھو ڈالو۔ چپ۔ چپ۔ چپ۔ (راندرا آ جاتی ہے)
کنیز - اب اس کی بیماری کی نسبت آپ کی کیا رائے ہے۔

حسنا - اگر میری عقل درست ہے تو میں یہ کہہ سکتی ہوں کہ عباسی اب اچھی نہیں ہو سکتی۔
کنیز - آپ کا یہ مطلب ہے کہ اس کا مرض لا علاج ہے۔
حسنا - وہ حکیم کے عرصہ عابد اور دوا کے بدلے دعا کی محتاج ہے۔

کنیز - یہ آپ نے کیونکر سمجھا۔

حنا - کیا وہ اپنے داغ میں چند چپنے والے نشتر نہیں رکھتی۔ وہ ہوش میں جو کر چکی ہے۔

کیا اب بیہوشی میں نہیں کہتی۔ (ایک سہیلی اندر سے آتی ہے)

سہیلی - غضب و مصیبت غلطی سے موت جان موت۔

حنا - کیا ہے کیا ہے۔

سہیلی - بیگم کا حال بالکل غیر ہے۔ یا اللہ انہیں کیا ہوا۔

دوسری - جن دن نے آخِ حیا لیا۔ ایک شیشی میں نہر پڑا ہوا تھا۔ بیگم نے دوا کے دھوکے میں

پی لیا۔ اس زہر نے ان کا جی لیا۔

حنا - کیا زہر ہا ہا یہ ہے۔ اپنے ہاتھ سے اپنی سزا یہ ہے۔ تھر خدا!

کنیز - میرے خدا دیکھئے وہ آ رہی ہے۔ (عباسی کا ہاتھ میں شیشی لیکر آنا)

عباسی - پانی پانی آہ پانی۔ میرے بدن سے جنگاریاں نکل رہی ہیں میرے سینے میں آگ کی بھٹی روشن

ہے جس میں میری روح اور تمام قوتیں لکڑیوں کی طرح جل رہی ہیں میری آفتابیں جوش کھا رہی ہیں۔

کنیز - حنا کیا حال ہے اس قدر کیوں ملال ہے۔

عباسی - بد نصیب ہوں۔ نامراد ہوں۔ تنہا چھوڑ دی گئی ہوں۔ کیا تم میں کوئی ایسا نہیں جو کوہ ہمالیہ

کی سب سے بڑی چوٹی پر سے جی ہوئی برف کا ٹکڑا میرے جلتے ہوئے حلق میں رکھنے کے

لئے، سٹے کیا تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو اس ٹکڑے کے دریاؤں کو اپنا مقصد و ستارہ بن

کر میرے جلتے ہوئے سینے میں سے گزرنے کے لئے سمجھائے۔

سہیلی - افسوس۔

عباسی - افسوس کیوں کرتے ہو میں تم سے سلطنت نہیں مانگتی۔ بہشت نہیں طلب کرتی۔

صرف ٹھنڈا پانی مانگتی ہوں مجھے دو گھنٹ پانی دو۔ پانی۔ میں پیاسی ہوں۔

کنیز - اگر میرے آئندہ سرو ہوئے تو میں اپنی دو لڑکیوں کو آپ کے سینے پر چھوڑتی۔

سہیلی - یہ لیجئے۔ (گلاس دینا)

عباسی - یہ پانی ہے زہر ہے۔ آگ ہے تیزاب ہے۔ آہ پیاس پیاس آہ۔ میں مرتی

ہوں۔ میں بقیار ہوں۔ خدا کی قسم اگر کوئی ایک کلاس ٹیچر سے پانی کالا کر دے تو میں اپنا حسن
نعت و دولت سب کچھ دینے کو تیار ہوں۔

حسنا۔ دیکھ اسے آنکھ۔ دنیا اور دنیا کے عیش و آرام کی قیمت موت کے وقت اسکی سمجھ
میں آتی ہے جن چیزیں کیلئے اس نے ایسے ایسے گناہ کئے انہیں آج ایک کلاس پانی پڑھنے والی ہے۔
عباسی۔ آؤ دیکھو۔ دیکھو شیطان مجھے آنکھیں دکھاتے ہیں۔ فرشتے آگ کے کوڑوں سے ڈراتے
ہیں۔ جاؤ جاؤ واپس جاؤ۔ اب میرے پاس سے چلے جاؤ۔

حسنا۔ زہر اس خون پہ اور گناہ اس کے دماغ پہ حملہ کر رہے ہیں۔
عباسی۔ موت موت مجھے کیوں پکڑتی ہے۔ میں ابھی جوان ہوں۔ میرے پاس دولت ہے۔ میں
ابھی مرنا نہیں چاہتی۔ جا جا اب میرے پاس سے ٹل جا۔

حسنا۔ موت اور زندگی کی جنگ شاید ختم ہو چکا ہے۔
عباسی۔ پانی پانی زہر موت کے ہاتھ کا آتش خنجر ہے۔ ظالم میری رگوں کی رسید کو جن
سے زندگی کا جہان بندھا ہوا ہے کیوں اس طرح کاٹے ڈالتا ہے۔

۵۔ میرے قلب و حکم میں رکھ دیا شعلہ جہنم کا
عوض لیتا ہے مجھ سے زہر سبکدوش اعظم کا

سطحہ

رفواب اعظم کی روح کا دکھائی دینا

وہی وہی کیا قیامت سے پہلے زمین کو مڑے اگلنے کی اجازت مل گئی ہے۔ جا جا
اپنی قبر میں جا۔ کیوں آیا ہے۔ تجھے کس نے بلایا ہے۔ میرے پاس سے ہٹ جا۔

کنیئر۔ حضور کس سے باتیں کر رہی ہیں۔

عباسی۔ وہ دیکھ اسے دیکھ۔ سفید کفن زرد چہرہ۔ ڈراؤنی آنکھیں دور ہو۔ دور ہو اے

زندگی کے خالی سائے دور ہو۔ کین کہتا ہے کہ مجھ سے ایسا کار نہ لینا ہوا ہے۔ تیرے
پاس کیا ثبوت ہے کہ اس خنجر ہی سے تیرا خون ہوا ہے۔

حسنا۔ چھین چھین اس نے خنجر کہاں سے پایا۔

کینٹر - یہ وہی خنجر ہے جو میرے سامنے اس نے میرے اٹھایا۔
سہیلی - حضور مجھے دیجئے۔

عباسی - جھوٹی ہے اسے روح تو جھوٹی ہے کوئی ثبوت نہیں کوئی داغ نہیں۔ میں نے مارا۔
لیا اب اعظم کو مارا۔ کیا کیا کہتی ہے اس طرح مارا۔
(عباسی کا اپنے خنجر مار کر مریا نا۔ ٹپسپلو)

پاسپا دوسرا
سہیلی چھٹا

محفلِ روضیہ

(اندر سے دونوں سہیلیوں کا گفتگو کرتے ہوئے آنا)

بہلی - بہن ہماری بیگم تو بالکل بدل گئیں۔

دوسری - ہاں دیکھو تا چکنے چکنے کمال دیکھ کر پھسل گئیں۔

بہلی - میں تو اب خوب بناؤں گی۔

دوسری - اور میں کیا نہ ستائنگی؟

بہلی - بس ہم تو مردوں کے چرتراں گئے۔

دوسری - اسے بہن خدا بچائے۔ یہ دار بھی مونچہ والے عورتوں کو پھنسانے کے سلیکٹروں

بھٹکانے جانتے ہیں۔

بہلی - لیجئے وہ آدمی ہیں۔

دوسری - اسے ہے بیگم کا چہرہ کیوں زرد ہے۔

بہلی - کیا سر میں درد ہے۔ (روضیہ کا آنا)

روضیہ - آہ۔

بہلی - کچھ تو بتائیے۔

رضیہ - جاؤ۔

دوسری - کچھ تو فرمائیے۔

رضیہ - مٹرنہ کھاؤ۔

پہلی - ذرا نبض تو دکھائیے۔

رضیہ - مت متناؤ۔

دوسری - حضور میں تو عورتوں کی دانی ہوں۔

پہلی - اور میں ولایت سے ڈاکٹری پاس کر کے آئی ہوں۔

رضیہ - ارے کیا تم دونوں مجھے بدانتی ہو۔

پہلی - کہیے ع۔ اگرت، کانام سن کے بگڑنا کہہ کر گیا۔

دوسری ع ناراض ہونا۔ دھننا لڑنا کہہ کر گیا۔

پہلی - سہ چاہت سے تھی جو دل کی عداوت وہ کیا ہوئی

مردوں سے تھی جو آپ کو نفرت وہ کیا ہوئی

رضیہ - سہ مت پوچھو وہ غرور وہ غصہ کہہ کر گیا

وہ ایک نشہ تھا جو مرے سر سے اتر گیا

(سب کا دل کر گانا)

گانا - جاؤ سکھی پیا کو لے آؤ۔ شام کو میرے انگن لاؤ۔ آج تو رے من میں قلع

ہیں نیارے۔ روز پیا کرتے ہیں مجھ سے جو لارے غیروں سے ملنا ملنا جانا۔ جاؤ۔

(اندہ جاتی ہیں)

فضیحتا - رواخل ہو کہ واللہ مجھ سا سیانا سولیانہ واللہ وہ تدبیر سوچھی ہے کہ

واہ رے واہ رضیہ کو دھوکہ دیکر جنگل میں لے جاتا ہوں۔ اور وہاں زبردستی

اس کا صولت سے نکاح پڑھواتا ہوں جب رضیہ صولت کے نکاح میں آگئی تو پھر

صولت کے پو بارہ ہیں۔ اور اس کا جو کچھ مال ہے۔ وہ ہمارا ہے۔ پھر کیا یا بچوں کی

میں اور سر کرنا ہی میں دھڑ چو لھے میں اور میاں فضیحتا عیش و عشرت کے

جھوٹے ہیں۔ اسے کوئی سامنے آتا ہے۔ بیٹا فضیحتا اب پوری کر مات دکھاؤ، فقیری کا
کپڑا لیا ہے۔ نو پچ پچ کے فقیر بن جاؤ۔ دم مدار۔ غم مدار۔ بھائی کی خیر، مائی کی خیر، نوکر
دائی کی خیر۔ با چٹ۔ صفا چٹ۔ الم چٹ۔ علم چٹ۔ تم چٹ۔ ہم چٹ۔

رہنمہ کا مس سہیلیوں کے آنام

سہیلی۔ اسے موئے بندر۔ کیوں آیا ہے گھر کے اندر؟

فضیحتا۔ دادم مست قلندر شاہ مجھندر۔ مال مجھندر۔ باہر اندر۔ پالے بندر پورے
من بھر کھائے چندر۔ جانے انتر منتر۔ جنت سات سمندر۔ پار کرے زردار کیسے۔
کنگا لول کو بدج لول کو فیالول کو سردالول کیسے تالول کو بھلی کے نالک والول کو۔
رشتک دارا فخر سکندر دادم مست قلندر۔

سہیلی۔ اسے موئے ڈنالی کے رھول۔ کچھ مطلب تو منہ سے بدل۔ ہمارا مکان تکیہ سمجھو اتھ
یا مندر۔ جو تو چلا آیا گھر کے اندر۔

فضیحتا۔ بابا ایک پیہ لونگا سوکالی و لونگا کالی بھی کالی و نیا کھر سے نرالی اوی گوری۔ اوی کالی۔
سہیلی۔ رہن ڈلی موئے نفرے کو دو پیہ اور کھاؤ کالی۔

فضیحتا۔ باری اوڑی ہوئی ٹم ٹم تو نہیں جانتی کہ ہم کون ہیں۔ ہمارے ہی حکم سے ہیں جہاز
چلتے ہیں۔ سولی کے ناکے سے اونٹ نکلتے ہیں۔ ہماری بد دعا سے آدمی پس کو میدا
سوتا ہے۔ ہماری کہانات سے بانجھ عورت کے گھر لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ ہماری اُت سے
بچتر بکھتا ہے۔ ہمارے پسینہ سے چراغ جلتا ہے۔

سہیلی۔ تو کیا چلتا ہے۔ جو موٹ کی ریل۔ اسے موئے تیرا پسینہ ہے یا مٹی کا تیل۔
فضیحتا۔ اری چپ چپ کل کی لڑکی تو فقروں کا رتبہ کیا جانے۔

سہیلی۔ جانتی کیوں نہیں آج کل لڑکیاں تو پیدا ہوتے ہی سب کچھ پہچانتی بلکہ جانتی ہیں۔
فضیحتا۔ سچ ہے بابا بلکہ جاننے کے بعد پیدا ہوتی ہیں۔

رہنمہ۔ یہ کیا شور مچا رہا ہے۔
سہیلی۔ اسے حضور اس بے ڈھنگے زمانے بھر کے لڑکے سے لے چھوئے کہ تکیہ سمجھا تھا کہ مندر جو

چلا آیا گھر کے اندر۔

خوشنیتا۔ بھول ہے بھول ہے۔ خاک کی پٹی تیری آنکھوں میں دھول ہے۔

س مٹی چُن چُن محفل بنایا لوگ کہیں گھر میرا

ناگھر میرا ناگھر تیرا چڑیاں دین بسیرا

اللہ کے پیار سے تیری ٹگری میں بلنا ہے کون۔

رضیہ۔ ذرا شک نہیں پورا خدا رسیدہ ہے حضرت سلامت آپ کا نام ۹
وضیحتا۔ یا معبود۔ لا مویذ بیٹا نام ذواللہ کا ہے مگر اس مُنّتِ خاک کا نام چنپت سنگھ

غائب غلبہ ہے۔

سہیلی۔ چنپت سنگھ غائب غلبہ آدھا تیرا اور آدھا بلیر۔

وضیحتا۔ یہ بھی تیری سمجھ کا ہے پھیر۔

رضیہ۔ مگر آپ کی ذات ہندو ہے یا مسلمان۔

وضیحتا۔ آدھا ہندو آدھا مسلمان۔ دِن کو یہودی رات کو کرطان۔ آدھا قبرستان آدھا شین۔

رضیہ۔ اور میاں مذہب۔

وضیحتا۔ مذہب۔ مذہب۔ مذہب۔ رکابیا۔

رضیہ۔ ذرا اس رکابیا مذہب کے عقیدے تو بیان کیجئے۔

وضیحتا۔ پہلا عقیدہ لاپرواہی۔ دوسرا بھرپور۔ تیسرا حلیہ سجدیٹ۔ چوتھا کھنڈیٹ۔ پانچواں

سین سیدھٹ۔ چھٹا آرام سے لڑیٹ۔

رضیہ۔ یہ تو کچھ غیر کی سمجھ میں نہیں آیا۔

وضیحتا۔ یہ بڑی دُور کی باتیں ہیں۔ تیرے خیال میں نہیں آئیں گی۔

رضیہ۔ یا سائیں دانا۔ مجھ پر کرم فرمائیے۔ کوئی ایسی تدبیر بتائیے کہ جس سے میرا پیارا لیر

قال میں آجائے۔

وضیحتا۔ اسے لڑکی ہم جانتے ہیں۔ تجھے جس بات کا غم ہے۔ مگر یقین رکھ کر اس غم کی میناد

بہت کم ہے۔ اس لئے اب جا اپنے اور ٹھننے کی مثال ہیں پانچ سو ریل اور کھوڑی

۹۲
 سی ماں کی دال ڈال اور فیروں کے سوالی کے مطابق صدقہ نکال پھر دیکھ کہ کیا ہوتا
 ہے حال۔
 رضیہ کا اندر جانا

سہیلی۔ صاحب مجھ پر بھی مہربانی فرمائیے ذرا میرے شہر کا پتہ بتائیے۔
 فضیختا۔ فیس تیرے شہر کے ٹکٹ کا نام لیا ہے۔

سہیلی۔ نہیں وہ کیسے؟
 فضیختا۔ وہ نقد پر کا بیٹا۔ الہ کا بیٹا۔ کھاکر میٹر کا بچھپٹا۔ خاک کے لستر پر موت کی گود میں
 جا لیٹا۔

سہیلی۔ ہاں اُسے مر گئی۔ میں پر باد ہو گئی۔

رضیہ۔ (اکہ) یا حضرت، لیجئے یہ مثال اور وہ تمام مال و منال۔
 فضیختا۔ جا بیٹا اللہ تیرا کھلا کرے گا۔ آج رات کو نہ بچے اپنے بارے کے بچہ اور اُسے شاہ لہ
 کے مزار پر آنا۔ چونکہ باز دیں اسے جانا۔

رضیہ۔ شاہ صاحب میں تو وہاں نہیں جا سکتی۔

فضیختا۔ تو پھر ہمارے پیر کا مزار یہاں نہیں آ سکتا۔

رضیہ۔ مگر وانا میں اکیلی کس طرح آؤں گی۔

فضیختا۔ اچھا تو بیاد و سہیلیوں کو ساتھ لانا۔ جا اللہ تیرا کھلا کرے گا۔ (سامانہ) اللہ تیرا

ستیا ناس کرے گا۔ واہ واہ اس میں تو سارے ہی سارے بھروسے ہیں بناؤں تو

آسمان سے و نچا بنے عیش پر آؤں تو برہوں کا ڈھی چھنے مکان چھنے۔

فضیختا نے بدل کر بھیس جیب دھوئی رطانی ہے

تو مدت بعد جنگلی فاختہ قبضے میں آئی ہے

(رضیختا کا جانا)

باب دوسرا سین سائووال جنگل

(ڈاکوؤں کا آنا اور مل کر گانا)

گانا - آؤ دلبر سپاہی اچھی ہیں نور سے بہا ریاں بدوا پیچے مور سے پیار سے جی میں تو سے بہا ریاں ۔

دوہڑا - آؤ پیار سے نہیں میں موندھ پلک تو ہے لوں

تا میں دیکھوں اور کو نہ تو ہے دیکھن دوں

آؤ دلبر پیارا -

پہلا - آؤ بار و سب یہاں بیٹھا جاؤ - اور کسی کنجی کو بلاؤ اس سے گانا سنیں ۔
(طوائف کا صبح سازندوں کے داخل ہونے پر آداب بجالانا اور گانا)

گانا طواف کا :- مزنا تھا کس غضب کا دیکھنا جو رستمگر میں
شہید ناز کو نیند آگئی آغوشِ خنجر میں
ہنگاہیں ملتے ہی غش ہو گیا مشتاق جانوں کو
خدا جانے بھرا کیا تھا فصولِ چشم فصول گہری
حکمران وی ان سبوں کو ہم نے اپنے خانہ دل میں
بنایا ہم نے بنت خانہ خلیفہ اللہ کے گھر میں
کبھی دالتمش پر ہتھے ہیں کبھی دالیلِ نسیم کو
ہوتے ہیں حافظِ قرآن خیالِ شے دلبر میں
ہو کیا ہے اگر غیروں پہ ہے لعل و کرم تیرا
مجھے لینا ہے بالآخر تو ہے مسکے مقدر میں
(آنا ڈاکو کا)

ڈراکو۔ پارو آج ایک مشمنڈ ہاتھ آیا ہے۔ اسے مٹا جی کی بھینٹ دیں۔ جے۔ دیوی کی
جے۔ دیوی کی جے۔
(سب کا جانا)

باب دوسرا سین اکھوال

پہلاڑی مندر
ڈراکوؤں کا فضیختا کو پکڑ کر مانا

فضیختا۔ دنیا میں بھلائی کا بدلہ بُرائی ہے۔ نیکی بڑی مخیرس کاروائی ہے۔ میں نے رصیہ اور صولت
کو بلایا۔ تو میرے حصے میں خوشی کے بدلے غم آیا۔ راستے میں جاتے جاتے بھیڑیے چمٹ گئے۔
مجھ فرشتہ رحمت کو یہ لعنتی بھون چمٹ گئے۔ اب خدا جانے جہنم میں ڈالیں گے۔ یا خود ہی
مجھ کو کھا دیں گے۔ بھائیو تم لوگ کون ہو؟

پہلا۔ بات کے سچے

دوسرا۔ قول کے پکے۔

فضیختا۔ گدھے کے نیچے۔

تیسرا۔ آزاد دی کے عاشقِ زنا۔

فضیختا۔ تیرا نام کیا ہے بادا شیریں گفتار۔

چوتھا۔ ٹھاکر داس۔

فضیختا۔ بادا ٹھاکر داس۔

دوسرا۔ ملک

فضیختا۔ دراس۔

تیسرا۔ بال نیچے۔

فضیختا۔ انپاس۔

پہلا۔ تمہارا نام ہے

فضیختا۔ ہمارا نام خطا الحواس۔

پہلا۔ باپ کا نام۔

فضیختا۔ الماس بن الماس بن خاص

تیسرا - یعنی -
وضیعت - ایک کم پچاس -

پہلے ۔ وہ باپ رے اس کی جو رو ہے یا بچوں والی مرغی ۔

چوتھا۔ پھر اس جھگڑے کو چھوڑ دو۔ اور گوپاں گھوس کی بلا لاؤ۔ جب تک وہ نہ آئے سب

کائنات و جہان کا نور و حیات

گنا سب کا۔ یہی آج چرخِ کاج ہاں ملے تورے انگن۔ یہی من میں مگن بنے ناچن۔ گاہیں تورے

سب ملو میں چین کے پاس یورپن کمز آس میری ماما جے نکا ہیں ڈنگا۔ اسے ماما ہر آن سونا

روپا موتی منگلا تے پچھا کوئیری مند ریا جان ۔ دیوی ۔

فرض کیا۔ (گانا) ارے پڑھے میں جھوٹو یہ سب سامان، ہوا ٹھنڈا مشنڈا اور شراباں ہیں،

اور بیٹا فتنیجنا جب تیرکی شادی ہوئی تھی جب بھی اتنی دھیم نہ مچی تھی۔ اسے باپ

ہرے یہ آدمی ہے یاد لیگا بچہ۔

ایک بے حے ہنومان سٹھان کے کھمے۔

فصل چہارم ہے بے ٹک عدم کی ریل کے کھجے۔

دوسرا۔ ہے ہے ماما جی کے ساندھ۔

وضاحت۔ ہے ہے پھیریں جی کے بھانڈے۔

تفسیر :- جے جے کا رہا سکھ پائی ۔

وضعتہا۔ ہذا فصیحاً اب اجل آئی۔

گویاں۔ چلو داتا کے آگے بڑھو۔

فضیلتِ حنا۔ ہاں حنہ تمہارے باپ کا مال ہے مے سے چادر۔

سید۔ داتا گنج بخش

گفرو۔ جلتے رہو بچہ جلتے رہو کیا ہو رہا ہے۔

فصل چہٹا - ہو کیا رہا ہے - ہماری ننادی ہے پر اتنیوں کیلئے کھانا نہیں تھمارے کھانہ کی فکر میں ہیں ۔

ایک - داتا دیوی کو بھینٹ دے رہے ہیں۔

گروہ نہیں یا یا یہ ٹھیک نہیں انسان کی قریائی کا حکم دیدی نے کسی کو نہیں دیا۔

فضیحتا۔ یہ خلد اپرست بھیڑ یا ٹھیک کہتا ہے۔

چوٹھا۔ برابر سب کا حکم دیا ہے۔

فضیحتا۔ تیرے باپ کے یہاں سنہری حرفوں میں لکھا ہوا پروانہ آیا ہوگا۔ مرد و کہانی کا۔

چوٹھا۔ چپ رہو۔ نہیں تو مار ڈالیں گے۔ فضیحتا۔ مرزا مجیدہ۔

فضیحتا۔ میرا تو پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہے۔ گرو۔ دادا کا۔

گرو۔ بیٹا تیرا نام فضیحتا۔ شیخ حمیدہ۔

فضیحتا۔ شیخ فیض۔ گرو۔ ٹھکانا بیل۔

گرو۔ باپ کا نام فضیحتا۔ بیٹی گرانڈ روڈ۔

گرو۔ اچھا با یا تم لوگ ہماری بات نہیں سننے لگتے تم لغت کر کے جاتے ہیں جیسا کرو گے ویسا

پاؤ گے اور مانا کے سراپ سے فنا ہو جاؤ گے۔

فضیحتا۔ پر مجھے کہاں چھوڑ چلے۔ کہوں فقیر کے لئے کیا حکم ہے۔

تیسرا۔ تمہارے لئے وہی حکم ہے۔

فضیحتا۔ تم ہم کو چھوڑ دو۔

ایک۔ چھوڑ دیں تم کو موت کے دریا میں نہ چھوڑیں۔

فضیحتا۔ نہیں بھائی مجھ کو تو زندگی کے پل ہی پر کھڑا رہنے دو۔

سب۔ ارے بھاگ بھاگ۔ رہاڑ کا پھٹنا۔ سب ڈاکوؤں کا بھاگنا،

ڈا۔ اسپ۔ سینا

باب تیسرا

سینا پہلا

جنگل

(فیروز کا بعد سپاہیوں کے آنا۔)

سپاہی۔ بہادر سردار میں نے اپنے ایک جاسوس سے سنا ہے کہ فضیحتا رضیہ کو جنگل میں

جنگل میں بہکا کر لایا ہے اور صولت کے ساتھ اُس کی شادی کرانا چاہتا ہے۔ اگر آپ اس کی مدد کو نہ جاویں گے۔ تو بچاوی رضیہ ضرور قتل کی جائے گی۔

فیروز۔ اچھا جائے اور فیروز اُنصیجتا کو گرفتار کر کے لاؤ صولت سے میں خود سمجھ لوں گا۔ (جانا)
(رضیہ کو لئے صولت کا آنا)

صولت۔ رضیہ اِدھر دیکھو۔ اِس جگہ کو دیکھو۔ یہ ایک میدان ہے۔
رضیہ۔ ہاں۔
صولت۔ اور بالکل ستمناں ہے۔

رضیہ۔ بس صولت رات آدھی سے زیادہ گزر چکی ہے۔

صولت۔ قدرت کے سوا تمام دنیا مر چکی ہے۔ اور تم معیشت ہو۔

رضیہ۔ ٹھیک۔
صولت۔ اگر کسی کے ہاتھ میں خنجر آباد ہو۔

رضیہ۔ یا اللہ

صولت۔ ادتہارا غل کرنے کو تیار ہو۔

صولت۔ اور تنہا ہو۔

رضیہ۔ یہ بھی کھٹیک۔

رضیہ۔ اد خدا۔

صولت۔ پُپ سُنو۔ ایسی جگہ ایسا وقت اگر ایسا واقعہ رو بکا ہو تم اپنی حفاظت کرنے سے لاچار ہو۔ خنجر کے ایک ہی وار میں رگوں سے روج بہر نکال دی جائے گی اور لاش جنگلی جانوروں کی غذا بننے کے لئے کسی گڑھے میں کھینچ کر ڈال دی جائے گی۔

رضیہ۔ مجھے تمہاری باتوں سے خوف معلوم ہوتا ہے۔
صولت۔ ایک شرط سے ایک ذریعہ سے

رضیہ۔ بیشک تم خوف کی حالت میں ہو۔
رضیہ۔ بولو۔ کہو۔ اظہار کرو۔

رضیہ۔ مگر مجھے اس خوفناک حالت سے
صولت۔ وہ شرط یہ ہے کہ تم مجھے پیار

نکالو۔ بھائی ہو رحم کرو بچاؤ۔
کرو۔

رضیہ۔ میں شرط کو یوں نبھاؤں گی۔ خدا کی قسم میں تم کو چاہتی ہوں اور آج سے زیادہ چاہوں گی۔
صولت۔ مگر کیسے؟

رضیہ۔ جس طرح میں اپنے بھائی کو چاہتی ہوں۔ ویسے۔

صولت۔ پُپ رہو۔ میں ایسے چاہنے کو نہیں چاہتا۔ اگر اپنی حالت سے خبردار ہو۔ اس جگہ سے

بیزاد ہوں۔ آزادی کا پیار ہو۔ تو ایک بوی کی طرح محبت کرنے کو تیار ہو۔

رضیہ۔ یا اللہ تم کیا چاہتے ہو۔ میری عصمت کی بربادی۔

صہولت۔ نہیں عزت محبت اور شادی۔

رضیہ۔ دور ہو۔ مجھے چھوڑ دو۔ جانے دو جس کا ظلم اتنے اپنے باپ کے خون سے زنجیں ہے

اس سے شادی کرنا محبت کی بے عزتی اور نکاح کی ذہین ہے۔

صہولت۔ رضیہ اب غدیس بے سود ہیں گواہ اور قاضی اسی درخت کے پاس موجود ہیں۔ اگر

انکار ہو گا۔ تو پھر یہ خچر تمہارے جگر کے پار ہو گا۔ اور اسی میدان میں مزار ہو گا۔ اگر تم

میر گئے تو تمہیں یہاں کوئی روکنے والا بھی نہیں۔

رضیہ۔ موت برحق ہے۔ مگر منہ کا لڑالہ بھی نہیں۔

صہولت۔ زندگی اور موت کا فیصلہ اب دو ہاتھ پر ہے۔

رضیہ۔ ع۔ چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیری رات ہے۔

صہولت۔ ع۔ بدو کہہ ہوں ثانی ضحاک ظلم و جبر ہیں۔

رضیہ۔ ع۔ جبر کا اپنے نتیجہ پائے گا تو قبر میں۔

صہولت۔ ع۔ دیکھ تو اس وقت ہے اپنی قصا کے سامنے

رضیہ۔ ع۔ ظلم کا انصاف ہو گا اس خدا کے سامنے۔

صہولت۔ ع۔ مٹا دوں گا تجھے تو کیا ہے۔ تیری خدا پرستی کیا۔

رضیہ۔ ع۔ خدا چاہے تو یوں اڑ جائے تو کیا تیری ہستی کیا۔

صہولت۔ ع۔ جری سن مان گر دنیا میں کچھ دن اور جیہا ہے۔

رضیہ۔ ع۔ کرے جو مرد ہو کہ ظلم عورت پر کہینہ ہے۔

صہولت۔ بس مردانہ بکار۔ اگر شادی سے انکار ہے تو اس دنیا میں تیرا زندہ رہنا بیکار

ہے تو موت کی مزار داد ہے۔

رضیہ۔ او خدا۔ او خدا۔ میری ماذقرا۔ او اس موزی کے ہاتھ سے بچا۔

صہولت۔ ع۔ ہو چکا نالہ و فریاد جھجکا سر اپنا۔ رفیروز کا آنا

فیروزہ - ع۔ بس وہیں روک قدم پھینک دے خیر اپنا سہ

صلوالت - کوئی شہاد کا ہمزاد کہ فرعون ہے تو بڑا لقمہ شیر قضا و جبار بتا کون ہے تو
فیروزہ سے میں نیل مرست ہوں جو گر شمال دسویں میں وہ ہوں جو پہاڑ کو ٹھیکو سے ٹال دے

دوزخ کا زلزلہ ہوں مزارِ موقضا میں میں بڑی بدی کہیا سطرِ قہر خدا ہوں میں

صلوالت - حاجا بد اطوار بد شعار - خدائی خوار کیا دنیا سے پیرا ہے جو موت کا طلب گار ہے
اور میرے مقابلے کے لئے تیار ہے۔ سہ

ساتنے اک اٹھ دے ہو خوار کے ہو سو چکر بڑا مریت کا ہوں دانت کھا جاؤ نگاہ کو تیرے

کھوکریں کھانا پھر لگا سرخس و خاشاک میں بڑا چل گیا یہ ہاتھ تو یہ جسم ہو گا خاک میں

فیروزہ - بس رہنے دے یہ چرب زبانی رجزِ خدائی کیا تو نہیں جانتا یہ تیغِ صفائی دشمن زد گانی۔
دم بھر میں کرتی ہے فانی۔ سہ

تجھ جیسے ہزاروں کو بچھا ڈا ہے قضا نے بڑا یہے کیلئے آگ بنائی ہے خدا نے

وہ دم میں فنا کرتا ہے معز و بشر کہ بڑا تجھ نے کچل ڈالا تھا نرود کے سر کو

صلوالت - تجھے اس فاحشہ عورت کے مدد سے سے کہا سروکار ہے کیا تو اس کا دوست یا رشتہ دار ہے۔

فیروزہ - بیشک ہوں۔ خدا نے دنیا ایک ہی آواں سے پیدا فرمائی ہے۔ اس لئے ہر ایک آدمی ایک
دوسرے کا بھائی ہے۔

صلوالت - تو مجھے بوقوف معلوم ہوتا ہے۔ فیروزہ - اور تو مجھے بزدل معلوم ہوتا ہے۔

صلوالت - اگر تو عقلمند ہوتا تو پرانی آگ میں گودنا تجھ کو ہرگز پسند نہ ہوتا۔

فیروزہ - اگر تو بہادر ہوتا تو مرد ہو کر ایک غریب عورت کے ستانے کا آرزو مند نہ ہوتا۔

صلوالت - تا سزا بس بنیادِ تقریرِ رحمت بارگرا آید حیرتِ وارِ اٹھا بڑھاد اور مجھے پرہیزگار۔

دو دونوں کا لڑنا صلیت کا زبیر ہوتا

فیروزہ - سہیل او مغرور اب ہر جزِ خدائی کیا ہوئی بڑا دھمکیاں غصہ جوالی پہلانی کیا ہوئی

چاک کہ دونوں دل جگر وہ تو تھانی کیا ہوئی

رفیقہ - بس رجم اسے سر دار رجم۔
فیروزہ - کاٹا لوں ناپاک سر۔

وضیعت۔ بس رحم اسے مردادہ رحمہ۔
(صلیلت کو گرفتار کر کے لے جانا) (ٹیلیو)

باب تبصرہ سین دوسرا جنگل

وضیعت۔ شکریہ اللہ کا کہ بچہ پاؤں کے بچوں سے رہائی پائی۔ آج تک میں نے جو نیکیاں کی
تھیں وہ اس وقت کام آئیں (اصول و لا ان کہ صوں نے مجھے صدقہ کا بکرا جان لیا تھا
جو حلال کرنے کا ارادہ بھٹان لیا تھا۔ خیر موٹی کہ موقع پر قدرت نے دانٹا زلزلہ سے جنگل
کو دھر کا ٹھٹھا ورنہ اس زور سے پڑتا موت کا چانٹا کہ سر پہ جانا پس کر آتا۔ مریاں
صلیلت روتے ہوئے اور مریاں فضیلتا قبر کی مہری پر پاؤں پھیلانے سوتے ہوتے
موٹی موت کا نصیب جاکا سر پہ پاؤں رکھ بھاگا۔ گرتے پڑتے اس جا آئے۔ جان بچی
لاکھوں پائے۔ (آنا جمعدار کا)

بھٹی راہ۔ خبردار اور مکار۔

وضیعت۔ اگلے دن کون ہے نابکار۔ اگر اپنی سلامتی درکار ہو تو یہاں سے فرار ہو۔
جمعدار۔ اور اگر تجھے زندگی درکار ہو تو کھڑا رہ۔ ورنہ موت کے لئے تیار ہو۔
وضیعت۔ زبان سنبھال موت کے منہ میں ہاتھ نہ ڈال۔

جمعدار۔ ورنہ کیا ہوگا۔

وضیعت۔ ابھی موت کی ٹرین میں سوار کر کے قبرستان کے اسٹیشن پر بھیج دیا جائے گا۔
جمعدار۔ میں جانتا ہوں کہ ترے خیال کے انجن میں غرور کی اہلیم کچھ زیادہ بڑھ گئی ہے۔ جو
زبان کی ریل آدھرت کی پٹری سے اتر گئی ہے۔
وضیعت۔ جا بھائی جا مقابلہ کے لمپیٹ فارم سے ہٹ جا اور موت و حیات کے جنگل سے

سے کٹ جا۔ نہیں تو بقا کی لین سے فنا کی لین پر بھیج دیا جائیگا۔

جمہدار۔ زبان تو شیخیوں کا دھواں اڑاتی ہے مگر آنکھوں کی سرخ مانی و مہشت کا سنگنل دکھاتی ہے۔
فضیحتا۔ جیا بھائی جا۔ خاکہ ری کے وینٹک روم میں جا کر سو جا۔

جمہدار۔ بس اب زبان کی ڈاک گاڑی کو بھیرا۔

فضیحتا۔ اے خدا گنج کے پنجر کیا سچ مچ موت کا ٹکٹ سے لیا ہے۔

جمہدار۔ میں نے اب لین کلیر دیا۔ تو غم سمجھو لےنا کہ موت کا سنگنل دیا ہے۔

رہیٹی بجانا دو سپاہیوں کا آکر فضیحتا کو گرفتار کرنا

فضیحتا۔ سہ کہاں سے آئی یہ فوج جہاں الہی توبہ الہی توبہ ہوئے جہاں ت میں ہم گرفتار الہی توبہ الہی توبہ

جمہدار۔ سہ کہاں سے آئے تو نے جو قول وافر الہی توبہ الہی توبہ ہوئے جہاں ت میں ہم گرفتار الہی توبہ الہی توبہ

دسب کا فضیحتا کو بکپہ کر لے جانا

باب تیسرا

سپاہین تیسرا

محل رضیہ

(رضیہ کا اندر سے گائے ہوئے آنا)

گناہ رضیہ سے اے صنم کھڑا ہے کیا ہی پیارا چاند کو رات میں نے تیرے دھیکے میں پکارا چاند کو

رات کی بھٹے پر فرشتوں کو جو تو آیا نظر ہو نام گدول سے وہیں فوراً آنا چاند کو

چاند بجلی میں چمپا اور تو بھی چہیت ہو گیا رات جو آیا نظر جلوہ نہسار چاند کو

چاند چاند دیکھ میرے سونج کی سواد کی آتی ہے۔

رضیہ کا اندر چلے جانا۔ عجب میں فیروز کا آنا

فیروز نہ۔ بس بس یہ ڈینگیں رہنے دے دے۔

سی کے حسن دلکش کی بدولت دلربا ہے تو بڑو گرنہ گھاس ہے یا پتیاں بس اور کیا ہے تو

جس میں بلبلوں کے سامنے شرادو نکالتے کو، میں اس کے پیچھے ہاتھوں سے شرادو نکالتا ہوں۔

دانا رضیہ کا

رضیہ جناب آپ بہاں میں ہیں تو بھتی بھتی کہ مطالعہ فرما رہے ہوں گے۔ یا انگلیں پھیلے ہوں سے جی بہا رہے ہوں گے۔
فیروزہ۔ ہاں پیاری رضیہ میں ابھی آیا ہوں۔ اور ایک زبردست چور کو بھی آپ کے پاس گرفتار کر کے لایا ہوں۔
رضیہ۔ کیا چور۔

فیروزہ۔ یہ ہے۔

رضیہ۔ یہ کیوں۔

فیروزہ۔ جی ہاں یہی نام مقول۔

فیروزہ۔ جی

رضیہ۔ کہاں ہے۔

رضیہ۔ اس نے کیا چیز چرائی ہے۔

فیروزہ۔ تمہاری رعنائی تمہاری دلربائی۔ تمہاری خوش ادائی۔ یہ بہا اس حسن کی ہے۔ یہ ہنسی ان ہونٹوں
کی ہے۔ یہ رنگت ان گالوں کی ہے۔ یہ خوشبو ان بالوں کی ہے۔

قتیلہ کا قتل کا پھانسی کا شرادو رہے یہ بوجھ حسن کا چور۔ بے مجرم ہے گنہگار ہے یہ

رضیہ۔ جناب بخش دیں میری نظر میں تو غریب کا کوئی قصور نہیں اور اگر بوجھ بھی تو مجرم کی سزا دینا میرا دستور نہیں۔

فیروزہ۔ اگر آپ سزا دینا نہیں چاہتی ہیں تو اس کے یہ معنی ہوتے کہ آپ اس چور کی ہمت بڑھاتی ہیں۔

اور دوسرے انسانوں کو چوری کو نہ سکھاتی ہیں۔

رضیہ۔ ناشاد اللہ آپ تو بالکل وکیلوں کی طرح بحث کرتے ہیں۔

فیروزہ۔ جی وکیل کیا ہیں تو آج کل عشق کے ہائیڈروٹ کا ہیر سٹر سٹر ہا ہیل۔

رضیہ۔ تو ہیر سٹر سٹر صاحب میں بحثیت ایک نچ آپ کے کیس کو ڈسمس کرتی ہوں۔

فیروزہ۔ نہیں نچ صاحب آپ نہرانی کریں۔ اور اپنے فیصلہ پر خود ہی نظر ثانی کریں۔

رضیہ۔ اچی جناب اگر میں اپنے مجرموں کا فیصلہ مطابق انصاف کرتی تو آپ کو جو سب سے بڑے

مجرم ہیں۔ کیوں معاف کرتی۔

رضیہ۔ جو اس وقت عمل میں آئی۔

فیروزہ۔ اس نے تو چوری کی ہے۔

رضیہ۔ تو آپ نے سیدہ زوری کی ہے۔

فیروزہ۔ تو کیا میں نے بھی کوئی قصور کیا ہے۔

رضیہ۔ ضرور کیا ہے۔

فیروزہ۔ میری کیا خطا پائی۔

سے دونوں میرے مجرم ہیں دونوں کا ایک قریب ہے، اس نے رگت لٹی ہے تیرا پنے دل کو چھینا ہے
 فیروزہ۔ یہ اس تہمت کو بھٹ دھری اور سنیہ زری کہتے ہیں، دل کو دیکر دل لینا کسا اسکو چوری کہتے ہیں۔
 رضیہ۔ یہ دل کا لینا دنیا کیا سب دنیا کی طرادی ہے، آپ کوئی سوداگر ہیں یا بیتی کوئی بیوپاری ہے
 فیروزہ۔ پیاری رضیہ ہم دونوں کے بیوپاری ہونے میں شک ہی کیا ہے جس روز قاضی صاحب شادی
 کے اقرار نامہ پر ہم دونوں سے دستخط کرائیں گے۔ تو اس روز سے رضیہ فیروز کے ہاتھ اور
 فیروز رضیہ کے ہاتھ ہمیشہ کے لئے یک جا رہیں گے۔ (دونوں کامل کر گانا)
 گانا۔ پھیپے شفق تو زرد ہو گالوں کے سامنے، پانی بھرے گھٹا ترسے بالوں کے سامنے
 چہرہ اچھے اچھے میرے پیرو تم بن ناہیں ٹیرے مینکا دھیر باز کا۔
 سانور یا مور اپرو اچھے دو دہاری کٹارا اسے رام
 بہوں کی کمان تک تک بان ظلم کر کے ہاں پھیرا۔
 سینہ ختم

باب تیسرا سین چوکھا

جیل خانہ

صورت حسنہ کی تصویر پر سے باتیں کر رہا ہے، تو کہتی ہے کہ میں حسنا ہوں۔ میری
 آنکھیں بھی کہتی ہیں کہ تو حسنا ہے۔ مگر حسنا کے دل میں محبت ہونٹوں پر تسلی سے آنکھیں
 میں سہمردی پائی جاتی تھی۔ حسنا تو مجھے غمگین دیکر گھنٹوں آنسو بہا یا کرتی تھی۔ مگر تو
 میری طرف سے بالکل بے پروا ہے۔ میرے پاس نہ میرے لئے افسوس ہے، نہ تسکین ہے
 نہ سہمردی کے آنسو ہیں۔ دور ہوا سے مراد کا فورہ ہو تو حسنا نہیں ہے۔ بلکہ میری محبت
 کی بُرائی ہے جو حسنا کی شکل بنا کر میری ذلت کا تافہ دیکھنے آئی ہے۔

(بیس بدل کر آنا)

حسنا۔ افسوس میری طرح میری تصویر بھی بد نصیب ہے۔ غریب تصویر پر ڈیکوں نہیں اس کے

سلوک کی شکایت کرتی ہے کیا میری طرح تو بھی اس سے محبت کرتی ہے؟

صولتؔ - کہہ کر گئی۔ کہاں گئی۔ تو نے دیکھا وہ کہاں ہے؟

حسنا - (ظاہر ہو کر) کون ہے؟

صولتؔ - حسنا میری پیاری حسنا یہ ہے! ہاں ہاں تو حسنا ہے۔ وہی رحم اور محبت والی حسنا

ہے۔ تو ضرور میرے زخمی دل پر تسلی کا مرہم لگاتی۔ ضرور میری مصیبت پر آنسو بہاتی۔

مگر تیرے چپ رہنے کا سبب یہ ہے کہ میری مصیبت دیکھ کر تیرے ہوش و حواس کھو

گئے ہیں۔ تیرے اندر دوسرے کی وجہ یہ ہے کہ افسوس کے شعلوں سے تیری آنکھ کے تمام آنسو

خشک ہو گئے ہیں۔ پل بیل میں اپنے ان طعنون ہاتھوں کو جھپولنے تیرے ہاتھ کی

بے ادبی کی ہے۔ توڑ دوں۔ کاٹ دوں۔ پس دوں حسنا اب ادھر آ۔

صولتؔ - یہ کیا ہے۔

حسنا - ارشاد۔

صولتؔ - کس کی۔

حسنا - تصویر۔

صولتؔ - جھوٹ کی

حسنا - عورت کی۔

صولتؔ - جھوٹ ہے۔

حسنا - کیوں

صولتؔ - جھوٹ ہے۔

حسنا - وجہ

حسنا - حضور۔

صولتؔ - بے شعور عورت کیا ایسی فرمانبردار ہوتی ہے۔ عورت کیا ایسی وقار شعار ہوتی

ہے۔ عورت تو لالچی۔ غلیظ و عشرت میں مست دولت و غرض پرست اور بدکار

ہوتی ہے۔ یہ عورت نہیں فرشتہ ہے جو ہے۔ نور ہے یہ محبت کرتی ہے۔ سچی

محبت وہ محبت جس کے لئے زبان نہ تڑپتا ہے۔ وہ محبت جس کے پائے جانے کے بعد

انسان بہشت کو پیچ بچھتا ہے۔

حسنا - میں نے سنا ہے کہ اس سے زیادہ عبا ہی آپ سے محبت کرتی ہے۔

صولتؔ - عبا سی میری زندگی کو تاریک بنانے والا سایہ شیطان کی اکلوتی بیٹی دنیا کی بزرگ

مخالف، او خدا تیرے پاس جتنی طاقتیں ہیں عبا سی کی شرح سے ہتھام لینے میں صرف کرے۔

حسنا۔ نہیں جناب وہ مرچکی اب یوں کہیے۔ کہ خدا اسے معاف کر دے۔

صولت۔ معاف کر دے بخش دے جاؤ اور ہو۔ نکل جا شیطان کے لئے معافی چاہتی ہے لعنت کے لئے رحم مانگتی ہے۔ جا جائے اب کبھی مٹ نہ دکھانا۔ جب میں کنکال حالت میں اپنی قسمت پر ماتم کرتا ہوں امر جاؤنگا تو میری قبر پر بھٹو کہ مارے آنا۔

حسنا۔ کیا میں چلی جاؤں۔ آپ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔

صولت۔ اگر تو میری محبت چاہتی ہے۔ اور میرے ساتھ رہنا چاہتی ہے۔ تو عباسی کے خیال پر خاک ڈال دے۔ عباسی اور اس کی محبت پیڑے جسم کے جس حصہ میں ہوا ہے وہاں سے کھینچ کر نکال دے۔ اگر روح میں ہوگی تو میں روح کو ناس کر کے جسم کو چاہوں گا۔ اگر جسم میں ہوگی تو جسم کو برباد کر کے روح کو پیار کر دوں۔ اگر دونوں میں ہوگی۔ تو دونوں کو فی النار کر دوں گا۔ دونوں میں نہیں تو دونوں کو پیار کر دوں گا۔ میں تجھے بہت پریشان کرنا ہوں۔

حسنا۔ ذرا نہیں۔

صولت۔ نہیں میں تجھے پریشان کرتا ہوں۔ معاف کر دے۔ تو فرشتہ ہے کیونکہ ایک ناشکرے انسان کے لئے چار روز سے برابر تکلیفیں ہی تکلیفیں اٹھادی ہیں۔

جگر طے ہوئے عنایتوں سے بند بند ہیں۔ دل جسم روح سب ترے احسان بند ہیں

جا کر سناؤں گا ہر ایک اہل عدم کو میں۔ رکھوں گا یاد قبر میں بھی اس کرم کو میں

حسنا۔ سے کہیں خدمتیں تو آپ پہ احسان کیا کیا۔ انسان پر جو فرض ہے وہ فرض ادا کیا

صولت۔ خوشی خوشی بامیرے لئے نہیں پیدا ہوئی۔ ایسے بے معنی لفظ کو میری قبر کے پتھر پر

کھودنے کیلئے رکھ چھوڑا۔ آج سے کچھ روز پیشتر کھوڑی سی خوشی مانہ آئی تھی۔ وہ خوشی میری

تقدیر دوسروں کی تقدیر سے لچبیک مانگ کر لائی تھی۔

حسنا۔ آپ کس پر حق قرار رکھتے ہیں۔ خدا پر۔ وہ خداوند کریم رحیم ہے پھر ایسے ہونے کی کیا وجہ ہے۔

صولت۔ اس دنیا میں مایوسی اور ابدی تاریکی کے سوا میرے لئے کیا رکھا ہے۔ خونِ قلم۔ چوری۔

طرا کہ پر سب بڑے گناہ ہیں۔ اور ان سب کے لئے معافی ہے۔ مگر میں نے ان سب سے بڑا

گناہ کیا ہے۔ تو جانتی ہے۔ کہ سب سے بڑا گناہ کیا ہے۔

حسنا - وقت کو بُرائی میں گنانا -

صورت - نہیں -

حسنا - خدا کو بھول جانا -

صورت - نہیں -

حسنا - والدین کو ستانا -

صورت - نہیں -

حسنا - غریب کو ستانا - کسی کا دل دکھانا -

صورت - ہاں غریب کو ستانا - دل دکھانا دوست بن کر دوست کے گلے چر چھری چلانا - فرشتے

لعنت کرتے ہیں - یہی وہ ظلم ڈھایا ہے حسنا میری دوست تھی - دوست کو میں نے

خود ستایا ہے -

حسنا - اگر خدا کی قدرت پائندہ ہے - تو حسنا زندہ ہے - اور آپ کو تسلی دینے کیلئے یہاں آئیگی -

صورت - کھڑے کھڑے تو بھی میری طرح دیوانی ہے - یا مجھے اور دیوانہ بنانا چاہتی ہے - کیا اس دنیا

میں انسان اس ذلیل دنیا میں دوبارہ واپس آ سکتا ہے ؟

حسنا - خدا میں سب قدرت ہے - فرض کر لو کہ الیہا ہو تو آپ اس کے ساتھ کیا سلوک کریں گے -

صورت - سہ قربان ہونگا ہر دم اس با وفا صنم پر - آنکھیں پھاؤں گا میں اُس کے قدم قدم پر

یہ جان صدقے ہو گی یہ دل فدائے دل کا - جتنی جنفائیں کی بھٹیں اتنی دُش اکروں کا

حسنا - سہ اسے آسمان کن اسے نادر گواہ رہنا - وعدہ پہ اپنے قائم اسے رشک ماہ رہنا

(لباس بدلنا)

صورت - یا خدا یہ کیا ہے حسنا تو زندہ ہے -

حسنا - نہیں نہیں پریشانی کی کیا ضرورت ہے - دیکھ لو یہ وہی شکل وہی صورت ہے نہ گھبراؤ -

نہ گھبراؤ - آؤ میرے پاس آؤ - میرے چلنے سے لگ جاؤ -

صورت - حسنا - سہ

مجرم ہیں پُر قصور ہیں تقصیر وار ہیں - مستوجب سزا ہوں تبسرا گنہگار ہوں

لیکن تو نیک دل ہے سخی ہے کہیم سے - کہ دے گئے معاف کہ میں تیرا ہوں

حسنا - سہ شکر خدا کہ آج میں تم کو عزیز ہوں - اتفاق ہو تم میرے میں تمہاری کہیں ہوں

(بیمبلا)

باب تیسرا سید بن پاپچوال راستہ

فضیلت کشتی مسکن فضیلت اور بھیرا افتادہ است۔

ڈوبیوں ڈوبیوں ممکنہ از تو جہ ——— ماہ رسے تقدیر تیرا بھی کیا کہتا ہے۔ دیوی مانا
کے بھگ سے خدا کا رکن کے بچے تو جیل خانہ کے مضبوط کابک میں پھنسے۔ ڈاکوؤں سے
خدا نے چھڑایا تو ہمارا رسول نے آگلا دیا۔ اور اس مصیبت میں آ پھنسا یا میری سمجھ میں
نہیں آتا کہ مجھ کو کیوں پکڑ لائے ہیں۔ میری مہیائی نکالیں گے۔ یا کچا ہی چاہیں گے۔
(مسند کسٹ و بھگ سے باری تعالیٰ یہ تو پھر وہی ایک۔ دو تین کی نشین والا۔ فیروز کا آنا)

فیروز۔ کجوت بگلا بھگت بھرو پیا بیٹا ہے۔

فضیلت (خود سے) میں اس کا جواب کچھ نہیں دوں گا۔ (گو نگا بن جاتا ہے)

فضیلت۔ تیرے آتے ہی۔

فیروز۔ کیوں سائیں دانا کچھ اور نچا سکتے ہیں۔

فضیلت۔ (خاموش رہتا ہے۔)

فیروز۔ میں نے کیا کہا آپ کو سنا لی نہیں دیتا۔

فضیلت۔ (مسند میں) نہیں۔

فیروز۔ افسوس بچا رہا گو نگا ہے۔

فضیلت۔ جی ہاں۔

فیروز۔ آپ کو یہ مرض کب سے ہوا ہے۔

فیروز۔ تو میں تم کو اس مصیبت سے نکالوں؟

فضیلت۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

فیروز۔ چارم سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ ایک بیکل میرے تابع ہے۔ منتر پڑھ کر تھوڑے مرض پر چھوڑا ہوں۔

فضیلت۔ یارب العالمین اس نے پھر نکالی وہی ایک دو تین والی مشین۔

فیروز۔ پیرم خیر مقدم خیر حضرت شاہ قدیرم شیر شیر ایک دو تین اور خیرم خیر۔

فضیلتا۔ مار ڈالا مار ڈالا۔

فیروز۔ ابے کیوں کیا ہو؟

فضیلتا۔ ہونا کیا تھا اچھا ہو گیا۔

فیروز۔ اسے تو تو گونگا تھا۔

فضیلتا۔ مگر اب بسنے لگ گیا ہوں۔

فیروز۔ وہ کیسے۔

فضیلتا۔ اس دکھ بھنجن کو دیکھ کر۔

فیروز۔ دیکھی اس چیز کی کرامات کتنی جلدی کرنے لگے۔

فضیلتا۔ یہ شیطان مجھے ضرور بھانپ گیا ہے۔ دیکھتے سرکار میں کوئی فقیر و غیر نہیں ہوں۔

فیروز۔ تو۔

فضیلتا۔ میں تو وہی تھا ایک۔ دو تین والا فضیلتا ہوں۔

فیروز۔ کون فضیلتا ابے واہ یا۔ تجھے تو بھروسہ پنا بھی خوب آتا ہے۔

فضیلتا۔ مگر آپ میرے بھی استاد ہیں بس مجھے اب یہاں سے جانے دوسرے۔

فیروز۔ ساچھا مگر بدیل نہیں سدا۔

فضیلتا۔ تو آپ کیا میرے واسطے پاکی منگائیں گے۔

فیروز۔ بٹیک ہم تم کو چار کے گاندھے پر اٹھائیں گے۔

فضیلتا۔ میں کیا آپ میرا جنازہ اٹھائیں گے۔

فیروز۔ ہاں تو اس میں کیا قباحت ہے تم کو مرجھانے کی عادت ہے چلو جلدی بیدھے کھڑے

ہو جاؤ۔ ایک دو تین۔

فضیلتا۔ میں پھر وہی ایل خیل میاں تم آدمی ہو یا بیل بار بار چکر لگاتے۔ اس منجوس منتر کے باہر

نہیں جاتے ہو۔ آخر گھڑی گھڑی ایک دو کی صدا آئے ہے ہنگام سنانے سے تمہارا مطلب ہے

فیروز۔ مطلب یہ ہے۔ کہ ایک دو تین کو کے پیرا خانہ کو ناچا رہا ہوں۔

فضیلتا۔ مگر اس مشقت سے کیا حاصل ہو گا؟

فیروز۔ یہی کہ تو بیدھا جہنم داخل ہو گا۔

فضیلتا۔ جبکہ تو میرے دوست نے اچھی تجویز کی ہے جناب اس ترنگہ جگر پر بیٹے کی کچھ خطا یا تقصیر

فیروز۔ ایک آدمی کو پانی میں ڈوبنے وصیت نامہ چرانے کی تقصیر

فضیلتا۔ ایک آدمی کو پانی میں ڈوبنے یا وصیت نامہ چرایا۔ کس نے مجھے وصیت نامہ چراتے دیکھا ہے؟

فیروز۔ سہ دیکھنا کیسا وہ خود ہی آگیا، جس کو دیکھتا ہے وہ تجھ کو پا گیا
رحمتا کا روح کی شکل بن کر آنا

فضیحتا۔ کن حسنا کی روح خدا یا یہ کیا آفت آئی۔ جو تازہ قیامت لائی۔
فیروز۔ نہ آفت ہے نہ قیامت ہے فقط تیرے اعمالوں کی شامت ہے۔
حسنا۔ ہاں سہ جسے لڑھکھٹا تھا مراد مل ہی ہے، وہ بوزی ستگر وہ قاتل ہی ہے۔
فضیحتا۔ میں مرا میں جلا میں فنا ہوا۔
فیروز۔ سہ دیکھ اور پہچان ہے تا یہ وہی تاراج غم، جو تیرے ہاتھوں سے پہنچا ہے ملکِ عالم
تو نہیں گرجا تا تیرے۔

فضیحتا۔ مر گئے بیٹا فضیحتا۔ ہائے ہائے۔
حسنا۔ بھڑک بھڑک اے جہنم کی آگ بھڑک۔ اے انتقام کی بجلی کڑک۔
فضیحتا۔ ہائے ہائے اس نے تیرے کڑک بھڑک کر کے میری جان آدھی کر دی۔
حسنا۔ تیرا نام فضیحتا ہے۔

فضیحتا۔ جی ہاں آپ نے بجا فرمایا۔ زندگی بھر میں پہلی ہی مرتبہ سچ بولنے کا موقعہ آیا۔
حسنا۔ تو نے کبھی وصیت نامہ پر ہاتھ تصاف کیا۔
فضیحتا۔ مگر اس کو تو اس کو دو تین کی مشین نے کھالیا۔
حسنا۔ اور تو نے ہی مجھ کو دریا میں ڈلوایا تھا۔
فیروز۔ جواب دے اور بد نہاد۔
فضیحتا۔ ہاں سچ ہے میرے استاد۔

حسنا۔ صولت کو بھی تو نے ہی آوارہ اور خراب کیا۔
فیروز۔ بڈل اس جرم کا بھی تو نے ارتکاب کیا۔
فضیحتا۔ مگر قدرت ہی نے مجھے شریف کاموں کے لئے انتخاب کیا۔
حسنا۔ اور رضیہ کو بھی تو نے ہی پھنسا یا تھا ملکِ حرام
فیروز۔ جواب دے اوتا درجام۔
فضیحتا۔ اے قدرت کا کام اور سچ میں فضیحتا خاں بدنام۔

حسنا۔ اچھا تو اب خدا کے گھر چلو۔

فضیحتا۔ نہیں ایسا نہ کرو مجھے چھوڑ دو۔ میں اب پکا وعدہ کرتا ہوں کہ جب میری موت آئے گی۔ تو میں خوشی سے مرجاؤں گا۔

حسنا۔ باتیں نہ بناؤ۔ میں دوزخ کے فرشتوں سے وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے لئے میں دنیا سے ناشتہ لاتی ہوں۔
فضیحتا۔ تو بہ تو بہ تم بیسٹروں کی سی باتیں کرتی ہو۔ اسے اقتدار والی۔ روح جس طرح تو مجھے لے جانے پر قادر ہے۔ اسی طرح چھوڑ دیے پر بھی قادر ہے۔

حسنا۔ ہاں تاکہ مجھ جیسے بے گناہوں کو دوزخوں کے دریا میں غوطے دیا کرے۔
فضیحتا۔ نہیں خالین میں تیرے سامنے قسم کھاتا ہوں۔

حسنا۔ بھلا مجھے کیونکر اعتبار آئے۔ آج قسم کھائے اور کل پلٹ جائے۔

فضیحتا۔ پلٹ کیسے جاؤں۔ تم نے تو پلنگ کی طرح میرا گھر دیکھ لیا ہے۔

حسنا۔ ہاں اتنا یقین ہے۔ فضیحتا۔ میں قسم کھاتا ہوں۔

فیروزہ۔ کہ کبھی قول کا پاس نہ کروں گا۔ وعدے کا یظ نہ کروں گا۔

فضیحتا۔ اسے بھڑیا رہ تو، کیوں دخل در معقولات دیتا ہے۔ جھوٹا آپ فرماویں۔ تو میں

روزے رکھوں۔ نماز پڑھوں۔ زکوٰۃ دوں۔ لمبی لمبی تسبیح پھیروں۔ مکے کا حاجی بن جاؤں۔

حسنا۔ اچھا تو قسم کھا کہ خدا یا میں بدی سے باز آیا کبھی کسی سے بُرائی نہ کروں گا۔ اور سچ بھلائی کروں گا۔

فضیحتا۔ اور کبھی جیسے سے ہو جائے تو حسنا۔ ہاں تو پھر بکڑیوں گردن اور گھوڑوں گلا۔

فضیحتا۔ اچھا اچھا ایسا نہ کرو میں نے سب باتیں کہیں۔ حسنا۔ اچھا تو اب میرے پاس آؤ۔

فضیحتا۔ نہیں نہیں بالوصاحبہ پاس آئے کی بات نہیں زندہ مردے کا کیا ساتھ تم منشی منشی

میں میری جان قرض کر لو تو پھر میں کیا کروں گا۔

حسنا۔ ارے احمق سن میں بھی تیری طرح ایک انسان ہوں۔

فضیحتا۔ کیا انسان ایسے ہوتے ہیں۔ حسنا۔ اور کیسے ہوتے ہیں۔

فضیحتا۔ ایسے ہوتے ہیں۔ حسنا۔ دیکھ میں تیرا ہاتھ پکڑتی ہوں۔

فضیحتا۔ نہیں نہیں آپ مجھے چھوڑ نہیں دے گئے مجھے چھوڑا۔ اور میں دوزخ کے فرشتوں کا نالہ ہوا۔

حسنا۔ اچھا تو محمد کو چھوڑو۔

فضیلتا۔ اگر چھری خربوزے پر گرے یا خربوزہ چھری پر گرے یہ تو ایک ہی بات ہے۔ مثلاً چار
تھے بارہ اور تین چوک بارہ سب برابر۔

حسنا۔ کمبخت تو اب ہمارا اعتبار کر۔ فضیلتا۔ ایسے میں خود زمانہ بھر کا چور ہوں۔ اعتبار کیسے کروں۔
حسنا۔ دیکھو ہوا کا جسم نہیں ہوتا۔ فضیلتا۔ ہائے ہائے مار ڈالا۔ مار ڈالا۔

حسنا۔ ایسے گھبرامت گھبرامت۔ دیکھ حسنا زندہ ہے۔

فضیلتا۔ میں یہ تو سوچ رہا تھا کہ موت کے منہ سے کیسے نکل آئیں۔

حسنا۔ خیر وہ داستان پھر سن لیتا۔ اب تم اس واقعہ سے عبرت لے لو اور آئندہ کے لئے توبہ کرو۔
اپنے گناہوں کی خدا سے معافی چاہو۔ اور ہمیشہ کے لئے نیک بن جاؤ۔

فیروز۔ ارے جواب دے شیطان۔

فضیلتا۔ اچھا میں توبہ کرتا ہوں۔ اور تاک بھی لگاتا ہوں اور ٹانگ والوں سے بالوں کی ٹوپی لایا تھا۔
یہ بھی والیں دیدیتا ہوں پس اب میں بالکل مدھر گیا ہوں۔ تم لوگ بھی مدھر جاؤ اور جیتک
یہ کہنی اس شہر میں ہے۔ روز ٹانگ دیکھنے کے لئے آؤ یا کریم یا رحیم۔ (سب کا جانا)

باب تیسرا
میں جھٹا
محل رخت گاہ

(سب کا پیچھے ہوئے دکھائی دینا)

فیروز۔ بھائی صولت میں اپنی بہن حسنا کو آپ سے منسوب کرتا ہوں۔

صولت۔ بھائی فیروز میں بھی اپنی جان سے زیادہ عزیز بہن رخت کو آپ سے منسوب کرتا ہوں۔

سہ اہل زمین یہ صورت سیر فلک رہو۔ زندہ رہو نہال رہو حشر تک رہو۔

فضیلتا۔ یا کریم یا رحیم۔ صولت۔ میں یہ کون؟

حسنا۔ آپ نہیں جانتے۔ صولت۔ نہیں۔

حسنا۔ کہیں دیکھا ہوگا۔ صولت۔ نہیں۔

حسنا۔ آپ اس کو بالکل نہیں پہچانتے۔ صولت۔ واللہ ہم تو اسے نہیں جانتے۔

حسنا۔ اچی یہ وہی آپ کے پرانے مصاحب فضیختا خان ہیں۔

صولت۔ نہیں کون فضیختا کیا تجھ کو خدا کے ہاں سے ابھی موت کا خلعت نصیب نہیں ہوا۔ بندوں کو دھوکا دیتے دیتے اب خدا کو بھی دھوکا دینے لگا ہے۔

حسنا۔ نہیں نہیں اب یہ راہ راست پر آگیا ہے۔

صولت۔ میرا تو یہ ایمان ہے کہ شیطان کا رہ بہت پرانا آسان ہے اس خناس کا واہ راست پر آنا خلیج از مکان ہے۔ فضیختا۔ جناب یہ آپ کا بے جا گمان ہے پہلے بندہ ایک معمولی اچاندار تھا۔ اب بچا مسلمان ہے جو انسان ہے وہ گناہ ضرور کرتا ہے۔ اور جو گناہ نہیں کرتا ہے سوہ درشتہ ہے اور جو گناہ کر کے شیخیاں مارتا ہے وہ شیطان ہے اور جو گناہ کر کے پچھتا رہا ہے وہ ولی ہے۔ خداوند کریم سب کو نیک ہدایت دے۔ آمین آمین آمین۔

صولت۔ بہن رضیہ تمہیں دولت مند ہونے کی مبارکباد!

رضیہ۔ بھائی صاحب یہ جو کچھ ہے سب تمہارا ہے میں تو برائے نام مالک ہوں۔ تمہیں ہر چیز پر اختیار ہے۔ فضیختا۔ جناب ہمہ نامہ کے طفیل میں نے بہت دکھ اٹھایا ہے آپ نے میرا حصہ کچھ نہیں تجویز فرمایا ہے۔ یہ سراسر انصافی ہے۔ لائے لائے اور کچھ نہیں تو آٹھواں حصہ ہی مجھے مرحمت فرمائیے اب دیر نہ لگائیے یا کریم یار حیم۔ حسنا۔ کیوں فضیختا ابھی سے اپنا ایمان بدلنے لگا۔ دولت کے نام پر مرنے لگا۔

فضیختا۔ تو جناب ہم تمام عمر کیا کرینگے۔ کہاں سے کھائینگے۔ کیا اب چمک میں دلالی کرینگے۔ پیٹ کیسے بھرینگے؟ حسنا۔ اب تک کیا کرتے تھے۔

فضیختا۔ خود را نصیحت و گدازاں را نصیحت۔ ایک کی دولت مادی۔ اور دوسرے کا مال غارت۔

رضیہ۔ بھائی فضیختا تم نیک چلتی سے یہاں رہنا تمہاری تقدیر کا حصہ بھی تمہیں ضرور مل جائے گا۔

فضیختا۔ بہت خوب یا کریم یار حیم۔ (سب کا ہلکے خوشی منانا۔ اور سہیلیوں کا ناچنا گانا)

کانا سہیلیاں۔ آؤ ہلکے سہیاں گاویں۔ مناویں رنگ رلیاں۔ راکھ تاج سر گیبانی داکم قائم

رہے را جدھانی۔ پیری۔ دوتی دکھ پاویں۔ آؤ۔ (رقص و نغمہ ٹیلیو)

دسرا

آغا حشر کاشمیری کے ڈرامے

ہم نے آغا حشر کاشمیری کے یہ تمام ڈرامے بڑے اہتمام سے شائع کئے ہیں۔ سفید کاغذ۔ دیدہ زیب کتابت اور حسین گردپوش نے ان کی خصوصیات میں اضافہ کیا ہے۔

رستم و سہراب یہودی کی لڑکی خوبصورت بلا اسیر حرص صید ہوس
سفید خون پہلا پیار ترکی حور سلورکنگ خواب بستی
ہر ایک ڈرامے کی قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنے



آغا حشر اور ان کے ڈرامے

آغا حشر کی شہرت ان کی خوش نصیبی ہے۔ مگر اس سے زیادہ بد نصیبی اور کیا ہوگی کہ بازار میں ان کا کوئی ڈرامہ صحیح طور پر نہیں ملتا تھا۔ ہمیں فخر ہے کہ ہم نے "آغا حشر اور ان کے ڈرامے" جیسی کتاب شائع کر کے اس عظیم فنکار کے فن کا ایک مکمل جائزہ پیش کیا ہے۔ اس کتاب میں سیکر و قار عظیم نے آغا حشر کے فن کی ہر خصوصیت کو اجاگر کیا ہے۔ تنقید کی دنیا میں وقار صاحب کا یہ ایک کارنامہ ہے۔ اس میں آغا حشر کے تین ڈرامے اسیر حرص، خوبصورت بلا اور یہودی کی لڑکی بھی شامل ہیں۔
عمدہ طباعت و کتابت، خوبصورت گردپوش، قیمت چار روپے آٹھ آنے۔



اردو اکبڑی سنڈ

مشن روڈ کراچی ۷۷